نمبر ۶۱ | مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۴ رمضان سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کھانسی کی تکلیف رہی لیکن باوجود اس کے ان تقریبات میں شریک ہوکر جو حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے اعزاز میں منعقد کی گئیں۔ حضور نے کئی ایک طویل تقریریں فرمائیں ؛

۲۸۔ جنوری بعد نماز عصر مبلغین سلسلہ نے مولوی غلام احمد صاحب کے مکان واقعہ محلہ دار الرحمت میں مولوی رحمت علی صاحب اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو مشترکہ دعوت چاء دی گئی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ مبلغین کی طرف سے اس قسم کی دعوت کا انتظام کیا گیا۔ پارٹی اگرچہ مختصر تھی۔ لیکن دعوت بإسلیقہ تھی۔ خورد و نوش کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ پھر مولوی رحمت علی صاحب اور حکیم صاحب نے شکریہ میں تقریریں کیں۔ اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے مختصر تقریر فرمائی۔ کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا تھا ؛

۲۹ جنوری طلبار تعلیم الاسلام ہائی سکول نے سکول کے ہال میں حکیم صاحب کو دعوت چاء دی جس میں دو سو کے قریب اصحاب شریک تھے۔ اور انگریزی میں ایڈریس پیش کیا۔ حکیم صاحب نے بھی انگریزی میں جواب دیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی۔ جو خاصی طویل تھی ؛

۳۰۔ جنوری طلبار جامعہ احمدیہ نے حکیم صاحب کو ٹی پارٹی دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور دوسرے بزرگان سلسلہ شریک ہوئے۔ جامعہ کے ایک متعلم نے پہلے عربی نظم پڑھی۔ پھر اردو میں ایڈریس پڑھا۔ حکیم صاحب کے شکریہ ادا کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی ؛

حضور کی یہ ساری تقریریں انشاء اللہ مسلسل شائع کردی جائیں گی ؛

۳۰ جنوری کو شام کے وقت گہرا ابر تھا۔ اس لئے رمضان المبارک کا چاند نظر آنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ اس لئے یکم فروری کو پہلا روزہ ہوا۔ یکم فروری کی رات کو بہت سخت اولے پڑے۔ اور بڑے زور کی بارش ہوئی ؛

رمضان المبارک میں انشاء اللہ گذشتہ سال کی طرح مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب روزانہ پارہ سوا پارہ کا درس دیا کریں گے۔ اور اس طرح سارا قرآن ختم کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

رمضان المبارک میں مرکزی دفاتر اور سکول ظہر کے بعد بند ہوجایا کریں گے۔ تاکہ لوگ درس القرآن میں شریک ہوسکیں۔ مسجد مبارک میں سحری کے وقت اور دوسری مساجد میں عشا کے وقت تراویح پڑھانے کے لئے حفاظ مقرر کئے گئے ہیں۔ جو سارا قرآن کریم ختم کریں گے ؛

معلوم ہوا ہے۔ جو تحقیقاتی کمیشن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی دفاتر کے ملاحظہ کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ اور جو چوہدری نعمت خان صاحب پیر اکبر علی صاحب اور مولوی غلام حسن صاحب پر مشتمل تھا اس نے اپنی رپورٹ مرتب کرکے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کردی ہے ؛

مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل (اجمیری) کا نکاح بھائی عبد الرحیم صاحب کی لڑکی عائشہ بیگم سے سات سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۲۹۔ جنوری پڑھا ؛

ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ کے ریزولیوشنز

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بنگال تشریف لانے کی استدعا

مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء زیر صدارت مولوی غلام صمدانی صاحب بی۔ ایل منعقد ہوا۔ دیگر کئی ایک ریزولیوشنز کے علاوہ حسب ذیل ریزولیوشنز بھی پاس ہوئے:۔

(۱) ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ اس امر پر دلی مسرت کا اظہار کرتی ہے۔ کہ سالانہ جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بنگال میں ایک دورہ کرنے کا خیال ظاہر فرمایا۔ اور نہایت انکسار کے ساتھ حضورؑ کی خدمت میں درخواست کرتی ہے۔ کہ برہمن بڑیہ جہاں سب سے پہلے بنگال میں احمدیت کا بیج بویا گیا۔ اور جہاں سے تمام صوبہ میں احمدیت پھیلی۔ حضور ضرور تشریف لائیں۔

(۲) یہ کہ صدر انجمن احمدیہ حضورؑ کے نہایت ہی اہم دورہ کے لئے جلد از جلد انتظام کرے۔

(۳) یہ کہ ان ریزولیوشنز کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح۔ متعلقہ منتظمین اور پریس کو بھیجی جائیں۔

خاکسار سکرٹری

الہ آباد میں تبلیغ احمدیت

مولوی ظہور حسین صاحب ۱۹۔ جنوری سنہ ۳۰ء کو یہاں پہونچے۔ اور اسی دن بوقت ۳ بجے دن بمقام راجہ پورہ بر مکان مولوی سخاوت حسین صاحب وکیل۔ بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر لیکچر ہوا۔ جس میں مولوی صاحب نے اپنے حالات سفر بخارا اور روس بیان کئے جس سے حاضرین محظوظ ہوئے۔ حاضرین کافی تعداد میں موجود تھے۔ اور سب تعلیم یافتہ اور انگریزی دان تھے۔ لیکچر کے ختم ہونے پر جناب میر سجاد حسین صاحب وکیل نے تمام حاضرین کو ٹی۔ پارٹی دی۔ بعد اختتام لیکچر اسلامی پردہ کے متعلق مولوی صاحب موصوف سے گفتگو ہوئی۔ الحمد للہ کہ تقریر خیر و خوبی سے ختم ہوئی۔ لیکچر شروع ہونے سے قبل مکرمی بابو احمد جان صاحب نے مولوی صاحب کا تعارف حاضرین سے کرایا۔ اور لیکچر کے اختتام پر جناب صدر صاحب نے مولانا کے ایثار اور قربانی کی تعریف کی۔ اور کہا۔ اگرچہ ہمارے اعتقاد احمدیہ جماعت سے کچھ مختلف ہیں۔ مگر ہم ان کی خدمات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ہم سب متحد ہو کر خدمت اسلام سرانجام دیں۔

دوسری تقریر زیر صدارت جناب قاضی نذیر الدین صاحب احمدی رئیس ہیبل گاؤں کے مکان پر ہوئی۔ جس میں علاوہ احمدی جماعت کے غیر احمدی مرد اور عورت کثرت سے شریک ہوئے۔ مولانا نے فضیلت اسلام پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر خوب روشنی ڈالی۔ بعد اختتام لیکچر ایک غیر احمدی دوست نے جو وکیل ہیں۔ چند سوالات کئے جن کا جواب مولانا نے تسلی بخش دیا۔ علاوہ ازیں دیگر غیر احمدی دوستوں کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔ نیاز مند امیر الدین احمد الہ آباد

اعلان

تقسیم قرآن کریم کے لئے جو اعلان الفضل مجریہ ۲۴ جنوری سنہ ۳۰ء میں کیا گیا تھا۔ اب وہ قرآن کریم تقسیم ہو کر ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب کوئی صاحب نہ لکھیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نو آبادیات کی اراضی کے متعلق اعلان

نو آبادیات کی اراضی کے متعلق مختلف دوستوں کے خطوط آئے ہیں۔ لیکن میں ان سب کا فرداً فرداً جواب نہیں دے سکتا ہوں۔ کیونکہ مجھے گھر سے خط آیا ہے۔ کہ میری والدہ محترمہ سخت بیمار ہیں۔ اس لئے میں آج ہی اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔ اور ایک ہفتہ کے بعد واپس آؤنگا۔ اس کے بعد انفرادی طور پر ضرور سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ فی الحال اتنا عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ ایسی اراضیات بعض اسلامی ریاستوں میں بھی ہیں۔ اور انگریزی علاقہ میں بھی۔ جہاں تک ہو سکا۔ پورے احتیاط سے کام لیا جائے گا۔ کئی ایک مناسب مواقع زیر غور ہیں۔ لیکن ابھی تک تحقیقات شروع ہے اس لئے فی الحال روپیہ طلب نہیں کیا گیا۔ تاہم اس قدر کہہ سکتا ہوں۔ کہ علیحدہ علیحدہ مربعے حاصل کرنے کی نسبت ہمارے مجوزہ طریق پر زمین کی قیمت۔ قسطوں۔ انتخاب زمین وغیرہ وغیرہ میں بہت سی رعایت اور سہولت مدنظر ہے۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ میری والدہ صاحبہ کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

خاکسار فتح محمد سیال قادیان۔ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

جناب حافظ عبد العلی صاحب وکیل سرگودھا کی لڑکی غلام حفصہ کا نکاح پچیس صد روپیہ مہر پر ۱۲۔ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کو خود حافظ صاحب نے چوہدری نذیر احمد ولد چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم کے ساتھ پڑھا۔ علی اکبر از پنڈی بہاؤ الدین۔

ولادت

عبد الکریم صاحب بٹ دار السلام افریقہ کے ہاں ۴ر دسمبر ۲۹ء کی شب کو لڑکی تولد ہوئی۔ چوہدری حاکم علی صاحب چک نمبر ۹ پنیار کے ہاں ۱۶۔ جنوری سنہ ۳۰ء لڑکا ہوا۔ احباب دونوں کے خادم دین ہونے اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست ہائے دعا

غلام احمد صاحب بسدرو گوگیرہ۔ اور سیٹھی غلام نبی صاحب قادیان اپنی صحت یابی کے لئے۔ اور مرزا نذیر علی صاحب قادیان اپنی بھاوج صاحبہ کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

دعائے مغفرت

(۱) محمد نواب خاں صاحب عرضی نویس لودھراں کی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ (۲) مستری احمد الدین صاحب کی والدہ صاحبہ اور مستری محمد حسین صاحب ترگڑی کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ (۳) میاں نور حسین صاحب کوٹلی ہرنارائن کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ (۴) منشی محمود الدین صاحب کھاریاں کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ (۵) منشی عبد الواحد صاحب کلرک سرگودھا کی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ (۶) بابو محمد اشرف خاں صاحب فیروز پوری جو نہایت مخلص اور پُر جوش احمدی تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ (۷) مولوی عبد الغفور صاحب سکنہ جہلم جو نہایت مخلص احمدی تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ (۸) میاں عبد الرشید صاحب بی۔ اے امرتسر کی والدہ صاحبہ جو نہایت دیندار خاتون تھیں فوت ہو گئی ہیں۔ احباب ان تمام وفات یافتگان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

ضرورت

ایک رئیس کو ایک احمدی ویٹرنری ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ خواہشمند پتہ ذیل پر فوراً درخواست معہ نقل سندات بھیجدیں۔ سید غلام حسین قادر منزل لشکر گوالیار

(ناظر امور عامہ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

آریہ بواہ بل

مسلمانوں کے لئے ایک مزید خطرہ کا الارم

ایک آریہ سماجی ممبر کی طرف سے "آریہ میرج ایکٹ" یا آریہ شادی بل کے نام سے ایک قانون کا مسودہ لیجسلیٹو اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں پیش کیا گیا ہے۔ جس کی تیسری اور چوتھی دفعات حسب ذیل ہیں:-

۳- آریہ سماجیوں کی شادی محض اس وجہ سے ناجائز قرار نہ دی جائے۔ کہ شادی کرنے والا جوڑا ہندوؤں کی دو مختلف ذاتوں یا مختلف مذاہب سے تعلق رکھتا ہے۔ خواہ کوئی قانون یا دستور العمل یا رواج اس کے خلاف ہو:

۴- اس ایکٹ کے رُو سے آریہ سماجی سے مراد وُہ شخص ہوگا۔

الف- جو کسی آریہ سماج کا ممبر ہو:

ب- جو دفعہ الف میں بیان کردہ کسی شخص کے خاندان کا ممبر یا رشتہ دار یا اس کی سرپرستی میں ہو:

اس امر کے متعلق ہمیں کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ کہ آریہ سماج کو یہ قانون وضع کرانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ چونکہ اس کی بُنیاد ایک ایسے لاء پر ہے۔ جو بالکل ناتکمل اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی نہ ہونیکی وجہ سے ہر شعبۂ زندگی میں مشعل ہدایت و راہ نمائی کا کام نہیں دے سکتا۔ اس لئے اپنی تمدنی پیچیدگیوں اور معاشرتی مشکلات سے مجبور ہو کر آریہ سماج آئے دن اپنے مذہبی قانون میں تبدیلیاں کرتی ہی رہتی ہے۔ اور یقیناً کسی ایسی ہی مجبُوری کے ماتحت یہ قانون بھی پیش کیا گیا ہے لیکن آریہ سماجیوں کی مُسلّم آزاری چونکہ مسلمہ ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وُہ اپنے فائدہ کے لئے کوئی کام کرے۔ اور اس میں مُسلمانوں کو نقصان پہونچانے کا کوئی پہلوُ نہ رکھے۔ چنانچہ اس مسودہ میں بھی ایک ایسی ہی چال سے کام لیا گیا ہے۔ جو انجامکار مسلمانوں کے لئے نہایت مضرت رساں اور پریشان کُن ثابت ہوسکتی ہے:

اس مسودہ کی دفعہ ۳ میں "مختلف مذاہب" کے جو الفاظ موجود ہیں ان سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بل کی رُو سے ایک آریہ سماجی کی شادی مسلمان عورت سے جائز قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں۔ بلکہ اسمبلی کے قانونی ممبر مسٹر تمرا نے اس کے متعلق جو تقریر کی۔ اس میں بھی نہایت وضاحت سے اس کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے کہا:-

"فقرہ نمبر ۳- میں یہ بات قطعی طور پر نہیں کہی گئی کہ آیا شادی میں دونو فریق آریہ سماجی ہونگے۔ یہ مبہم ہے۔ اور ایوان کے بعض اراکین نے جن معنے میں اسے سمجھا ہے۔ وُہ یہ ہیں۔ کہ اس بل کا منشاء یہ ہے۔ کہ ایسی شادیوں کو قانونی منظوری حاصل ہو۔ جن میں ایک فریق آریہ سماجی ہو۔ اور دوسرا فریق دوسرے مذہب سے علاقہ رکھنے والا"

میاں شاہ نواز ممبر اسمبلی نے بھی صاف طور پر کہا۔ کہ "اس مسودہ کا فقرہ نمبر ۳- لچکدار ہے۔ اور منشاء یہ ہے۔ کہ آریہ سماجیوں اور مسلمان عورتوں کی شادیوں کو قانونی حیثیت دی جائے"

اسی طرح مولانا شفیع داؤدی نے کہا:-

"اس کے ذریعہ سے فکر کی جارہی ہے۔ کہ سماجیوں اور غیر ہندوؤں کے مابین شادیوں کو جائز قرار دیا جائے"

دیگر مسلم بلکہ سرکاری ممبران نے بھی اس کی اسی بناء پر مخالفت کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسودہ کی موجُودہ صورت سرکار کے قانونی ممبر اور تمام مسلمان ممبروں کے نزدیک مسلمانوں کے مفاد کے منافی ہے۔ اور اس سے ضرور انہیں نقصان پہونچے گا۔ اس وجہ سے ضروری ہے۔ کہ تمام مُسلمان متفقہ اور متحدہ طاقت کے ساتھ اس کی مخالفت کریں۔ اور حکومت پر اچھی طرح واضح کردیں۔ کہ اس کی موجُودہ صُورت مُسلمانوں کے لئے قطعاً اطمینان بخش نہیں۔ ہاں اگر اس میں ایسی تبدیلی کردی جائے۔ جس سے مسلمانوں کو کوئی تعلق نہ رہے۔ اور نہ کسی لحاظ سے ان پر اس قانون کا اثر پڑسکے۔ تو پھر مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا:

اس مسودہ کو پیش کرتے ہوئے اگرچہ آریہ سماجی ممبروں کی طرف سے کہا گیا ہے۔ کہ یہ بل صرف آریہ سماجیوں پر ہی اثر انداز ہوگا اور دیگر اقوام پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ لیکن اس دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ ڈاکٹر سہروردی نے اسمبلی میں کہا:-

"ہم اس بات کو بھُولے نہیں ہیں۔ کہ مسوّدہ قانون شادیاں صغر سنی جب پیش ہوا۔ تو وُہ صرف ہندوؤں کے لئے مخصُوص تھا لیکن جب وُہ سیلیکٹ کمیٹی سے نِکلا۔ تو مسلمانوں پر بھی جاری ہوگیا"

آریہ بواہ بل کے مسلمانوں پر اثر انداز ہونے میں جو قباحتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ وُہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور ایک معمولی عقل و فہم کا مسلمان بھی ان کا بخوبی احساس کرسکتا ہے۔ اب یہ مسودہ رائے عامہ کے لئے مشتہر کردیا گیا ہے۔ اس لئے ان خطرات کو پیش نظر رکھتے ہُوئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کے متعلق اپنی رائے پُوری قوت اور زور کے ساتھ ظاہر کردیں:

اس مسودہ میں آریہ سماجی کی جو تعریف کی گئی ہے۔ وُہ بھی نہایت پیچدار ہے۔ کسی آریہ سماجی کے خاندان کا کوئی ممبر اور اس کا کوئی رشتہ دار اس تعریف سے باہر نہیں رہ سکتا۔ گویا ایک شخص کے آریہ سماج میں داخل ہوجانے سے اس کے تمام متعلقین اور رشتہ دار آریہ سماجی تصوّر ہونگے۔ اور اس طرح چند سالوں میں ہی تمام ہندوستان کو آریہ سماجی ثابت کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اگرچہ اس تعریف سے ہندوستان کو ملکی طور پر بھی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ لیکن براہ راست اور سب سے زیادہ نقصان اس سے سناتن دھرم کو پہونچ سکتا ہے۔ اسی لئے پنڈت مالوی جی نے اسمبلی میں اس کی زبردست مخالفت کی۔ دیگر سناتن دھرمیوں کو بھی اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیئے۔ لیکن یہ ان کا کام ہے۔ اس لئے ہم اس کے متعلق کچھ نہ کہتے ہُوئے مسلمانوں کو بیدار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ وُہ بروقت بیدار نہ ہوئے۔ تو کوئی تعجب نہیں شاردا بل کی طرح ہی آریہ بل بھی ان کے گلے ڈال دیا جائے۔ اور پھر ان کا شور مچانا کوئی نتیجہ نہ پیدا کرے:

تعدد ازدواج کے مخالفین کی عملی زندگی

اخبار "پائنیر" نے برلن کی ایک عدالت کی کارروائی شائع کی ہے جس کے سامنے ایک شوہر نے اپنی بیوی کے خلاف اس بناء پر نکاح فسخ کرانے کا استغاثہ دائر کیا تھا۔ کہ اسے بوثوق ثابت ہو چکا ہے۔ کہ شادی سے قبل اس کی بیوی کا پندرہ مردوں سے تعلق رہ چکا ہے۔ استغاثہ کے وکیل نے کہا۔ موجودہ اخلاقیات کے دور میں شادی سے پہلے کسی عورت کے دو شوہر ہونا قابل اعتراض

نہیں ہے۔ لیکن پندرہ مردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو معیوب ہے۔ عورت کے وکیل نے پندرہ مردوں سے تعلق کا انکار کرتے ہوئے کہا۔ مدعا علیہا کے صرف سات آشنا تھے جن کی فہرست پیش کر دی گئی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مرد کی آشنا عورتوں کی طویل فہرست پیش کی۔ عدالت نے یہ قرار دیا۔ کہ چونکہ شوہر کی منظور نظر عورتوں کی تعداد عورت کے آشناؤں کی فہرست سے طولانی ہے۔ اس لئے شوہر کا دعوےٰ خارج کیا جاتا ہے۔

یہ ان ممالک کے بیسیوں واقعات میں سے ایک واقعہ ہے۔ جہاں تعدد ازدواج کے خلاف بڑی نفرت کا اظہار کیا جاتا اور اسے خلاف انسانیت فعل بتایا جاتا ہے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے، کہ زبان سے تعدد ازدواج کی مخالفت کرنے والے عملی زندگی میں اخلاقیات کو بالائے طاق رکھنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور چونکہ مرد اخلاقیات کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے عورتیں بھی ان کے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔ اس شرمناک طریق زندگی کا اگر کسی طرح خاتمہ ہو سکتا ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ تعدد ازدواج کو رواج دیا جائے۔ تاکہ جائز ضرورت کے وقت اس پر عمل کرنے کی راہ کھل جائے۔

مسلمان ممبران اسمبلی کی حالت

اسمبلی میں مسلمان ممبروں کی ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت قلیل تعداد ہے۔ اس پر ان میں سے بعض کی جو حالت ہے۔ اس کا اظہار مسٹر رفیع احمد قدوائی رکن اسمبلی نے مدینہ (۱۳ جنوری) میں بایں الفاظ کیا ہے:-

"جب کبھی اہم ڈویژن کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ تو مسلمانوں کے محترم نمائندوں کو کبھی ایک جماعت خرید لیتی تھی۔ اور کبھی دوسری جماعت"

گویا مسلمان ممبران اسمبلی دوسروں کے ہاتھ میں بطور کٹھ پتلی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ دوسرے اپنا کام نکالنے کے لئے بآسانی انہیں خرید سکتے ہیں۔ اس قوم کی بدقسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے جو ایک تو قلیل التعداد ہو۔ اور پھر ملک کی سب سے بڑی قانون ساز جمعیۃ میں اس کے نمائندوں کی یہ حالت ہو۔ جب تک مسلمان قابل اور قوم کے فوائد پر ذاتی اغراض قربان کرنے والے لوگوں کو اپنا نمائندہ تجویز کرنے کی بجائے کسی کے اثر اور رسوخ کی وجہ سے منتخب کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک ایسے ہی لوگ ان کے نمائندے ہوا کریں گے۔ جنہیں دوسرے بآسانی اور نہایت ارزاں خرید سکیں گے۔ پس ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اپنے نمائندے منتخب کرتے وقت اصل کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے سرانجام دینے کی قابلیت رکھنے والے اور دیانت دار مسلمانوں کو ترجیح دیا کریں۔

یوم آزادی کی برکات

۲۶- جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کو "رہنمایان وطن" کی کوشش سے بعض مقامات پر یوم آزادی منایا گیا۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک تہوار یا اجتماع کے موقعہ پر یہ ایک قاعدہ سا ہو گیا ہے۔ کہ کسی نہ کسی مقام پر سنگھٹنی سورما اپنی قوت اور طاقت کی نمائش مسلمانوں پر کرتے رہتے ہیں۔ یہ موقعہ بھی انہوں نے خالی نہیں جانے دیا۔ چنانچہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ڈھاکہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ بول کر دو کو جان سے مار ڈالا اور کئی ایک کو مجروح کر دیا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کانگریسی رہنماؤں کو اطلاع دی ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسجد میں زبردستی داخل ہو کر مسجد اور قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔

ہندو تو بار بار مسلمانوں پر واضح کر رہے ہیں۔ کہ "آزادی" ان کے لئے پیام موت سے کم نہ ہوگی۔ آگے مسلمان نہ سمجھیں۔ تو ان کی مرضی۔

بمبئی میں یوم آزادی

بمبئی میں بھی یوم آزادی کی تقریب سعید کے موقعہ پر کانگریسیوں اور اشتراکیوں میں فساد ہو گیا۔ کانگریسیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ کہ مزدوروں نے پنڈال پر زبردستی قبضہ کرنے اور کانگریسی جھنڈا اتار کر اس کی جگہ اشتراکی یعنی سرخ رنگ کا جھنڈا بلند کرنے کی جدوجہد کی۔ مزدور لیڈر پلیٹ فارم پر چڑھ آئے۔ اور کانگریس کے اعلان آزادی کو سرمایہ داری کے اصول پر مبنی بتاتے ہوئے اس کی مذمت کرنے لگے۔ اس پر خوب ہنگامہ ہوا۔ مگر اتنی خیریت گذری کہ پانچ سے زیادہ آدمی زخمی نہ ہوئے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کانگریس نے آزادی ہند کا جو اعلان کیا ہے۔ اس کا نہ صرف حکومت پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ اہل ہند کا کثیر حصہ بھی اس سے مطمئن نہیں ہو سکا۔

ضلع گورکھپور میں مسلمانوں پر ظلم

ضلع گورکھپور کے ایک مقام لار پر رقبہ انتہر کے صدر کا انتخاب تھا۔ اور انتخاب بھی مخلوط۔ مسلمانوں کی جو شامت آئی۔ تو مخلوط انتخاب کے معنے یہ سمجھ کر کہ مسلمان امیدوار بھی اس کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے۔ ایک صاحب حیثیت مسلمان ایک ہندو کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا۔ بھلا ہندو اسے کہاں برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے مشتعل ہو کر غافل اور نہتے مسلمانوں پر ایسا حملہ کیا۔ کہ تین کو تو جان سے ہی مار ڈالا۔ متعدد زخمی کئے۔ دو موٹر لاریاں جلا ڈالیں۔ جن میں سے ایک لاری کے ساتھ ایک مسلم معصوم بچہ بھی جلا کر راکھ کر دیا۔ کیا مخلوط انتخاب کے حامی اس سے عبرت حاصل کریں گے۔

بدامنی کی جڑ

ہندوستان کے افلاس کے متعلق گذشتہ پرچہ میں ایک ماہر اقتصادیات کے بیان کے مطابق لکھا گیا تھا۔ کہ ہر سال ساٹھ لاکھ جانیں مفلسی اور ناداری کی نذر ہوتی ہیں۔ اب مسٹر فضل ابراہیم رحمت اللہ صاحب نے جو بمبئی کے ایک مشہور مسلم لیڈر اور رکن اسمبلی ہیں اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے:-

"جب تک حکومت فی الفور موجودہ بدامنی کی جڑ کو کاٹنے کی کوشش نہیں کرتی۔ اس بیماری کا تدارک مشکل ہے۔ اور اس کی جڑ جیسا کہ میں نے اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران میں کہا تھا۔ بے روزگاری اور افلاس ہے"

اگر حکومت اس طرف متوجہ ہو۔ تو یقیناً اس کے لئے یہ بات مفید ثابت ہو۔

آل انڈیا مسلم لیگ

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایجنڈا جو حال میں برائے اشاعت ہمارے پاس پہونچا ہے۔ دوسری جگہ درج کرتے ہوئے ہم ارکان مسلم لیگ سے گذارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ نازک حالات میں جبکہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ لیگ کی مسلسل سہل انگاری اور غفلت شعاری نہایت ہی افسوسناک ہے سوائے اس کے کہ لیگ کوئی ایجنڈا شائع کر دے۔ یا کسی جگہ ابتر حالت میں اجلاس منعقد کر لے۔ اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسلم لیگ کی کوئی ہستی ہے۔ یا نہیں۔ لیگ اگر زندہ رہنا چاہتی ہے تو اپنے اعمال سے زندگی کا ثبوت دے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کے لئے مردانہ وار کوشش کرے۔ ورنہ کسی وقت جلسہ منعقد کر کے چند تجاویز پاس کرنے کے بعد پھر خواب غفلت میں مدہوش ہو جانے سے کیا فائدہ۔ ارکان لیگ کو ہندوؤں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ تو اس کے لئے عملی رنگ میں جدوجہد بھی کرنی چاہیئے۔

اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ لیگ کے دو حصے ہو چکے ہیں اور دونوں آرام کی نیند سو رہے ہیں سب سے اول اتحاد پیدا کرنا چاہیئے۔ اور پھر مل کر اسلامی حقوق کی حفاظت میں لگ جانا چاہیئے۔ لیگ مسلمانوں کی سب سے پرانی اور قدیم سیاسی جمیعت ہے۔ اور کسی زمانہ میں اسے اچھا رسوخ بھی حاصل رہا ہے لیکن افسوس کہ ذمہ دار ارکان جن کے ہاتھوں میں وقتاً فوقتاً لیگ کی باگ ڈور آتی رہی۔ نہ صرف مسلم لیگ کو زیادہ با اثر نہ بنا سکے بلکہ اس کے پہلے اثر کو بھی قائم نہ رکھ سکے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ توجہ کریں۔

مسلمانوں کی سب سے زیادہ مہلک بیماری

شکر ہے۔ جمعیۃ العلماء کے آرگن "الجمعیۃ" کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی۔ کہ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ان معاملات میں بھی متحد اور متفق نہیں ہیں۔ جن سے ان کے مشترکہ فوائد وابستہ ہیں۔ اور جن میں متحد ہونے کے لئے کسی سے اس کے خاص اعتقادات اور خیالات کی قربانی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اخبار مذکور اپنی ۲۸ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کی سب سے زیادہ مہلک بیماری ان کا موجودہ انتشار و افتراق ہے۔ جب تک ان میں یہ بیماری موجود ہے۔ اس وقت تک وہ کسی طاقت سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ ہندوستان کی موجودہ حکومت ہو۔ یا اس ملک کے باشندوں کی اکثریت۔ آج کل مختلف قوموں میں جو مقابلہ ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی کا دار و مدار صرف قومی تنظیم پر منحصر ہوتا ہے۔ جو قوم زیادہ منظم۔ زیادہ متحد اور زیادہ متفق ہوتی ہے۔ وہ بازی لے جاتی ہے۔ اور جس کا شیرازہ منتشر اور جمعیت پریشان ہوتی ہے۔ وہ پسپا ہو جاتی ہے"۔

اس کے بعد اخبار مذکور نے ہندوؤں اور سکھوں کے اتحاد اور انضباط کا ذکر کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ

"اپنے راہنماؤں کو مجبور کریں۔ کہ وہ افتراق کا راستہ چھوڑ کر اتفاق کے راستہ پر گامزن ہوں۔ اور قوم کو مزید انتشار میں مبتلا نہ کریں"۔

ہمارے نزدیک اس مشورہ پر عمل کرنے کے لئے سب سے زیادہ کوشش ان علماء کے متعلق ہونی چاہیئے۔ جو مسلمانوں کے متحدہ اغراض و مقاصد میں مذہبی عقائد کے اختلاف کو سد راہ بناتے ہیں۔ اگر وہ اس حرکت سے باز آجائیں۔ تو آج ملکی اور سیاسی حقوق کے متعلق مسلمانوں کا تفرقہ اور شقاق ایک بڑی حد تک دور ہو سکتا ہے:۔

علماء کی حالت زار

مولانا ریاض خیر آبادی اردو کے بہت مشہور شاعر ہیں۔ ان کی ایک تازہ نظم "ہمت" (۲۸ جنوری) نے شائع کی ہے۔ جو نہ صرف شاعری کے لحاظ سے نہایت بلند پایہ ہے بلکہ اظہار حقیقت کے لحاظ سے بھی قابل تعریف ہے۔ اس کا ایک شعر ہے:-

مستند عالم دین بن گئے جاہل مُلا۔ علماء میں بھی کوئی صاحب ایمان نہ رہا

ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے۔ جس کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ مگر اس کے ساتھ آپ نے یہ خوشخبری بھی سنائی۔ کہ لو کان الایمان معلق بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس*

ہندوستان کی ترقی اور آزادی کے لئے ہندو مسلم اتحاد ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور ہر وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کے بغیر ہندوستان کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ سخت نادان ہے۔ لیکن کیا مسلمانوں نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا۔ کہ ہندو مذہبی لحاظ سے جن اوہام اور پاکھنڈوں میں مبتلا ہیں۔ ان کا دور کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ جب ہندو مسلمانوں کے ماتحت رہ کر کئی قسم کے برے اثرات مسلمانوں پر ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور بہت سی بری رسوم اور رواجات انہیں سکھا دئے۔ تو غالب اکثریت رکھنے کی وجہ سے ہندوستان میں ہر پہلو سے غالب اثر و رسوخ رکھنے کی حالت میں مسلمانوں کو کیا سے کیا نہ بنا دیں گے:۔

یہ ایک نہایت ضروری بات ہے۔ اور کسی مسلمان کو کسی حالت میں بھی اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے لیکن اگر کسی کو ان انسانیت کش رسوم اور خلاف فطرت احکام کا علم نہ ہو۔ جن پر عمل پیرا ہونا ہندو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تو اس کے لئے ذیل میں چند ایسی باتیں جو حال ہی میں واقعات کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ پیش کی جاتی ہیں:۔

بٹالہ کی ایک بالکل درست اور صحیح خبر ہے۔ کہ وہاں کے ایک ہندو کے ہاں جو ڈاک خانہ میں کلرک ہے۔ اپنی بیٹی کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جسے بڑے فخر سے وہ اپنا بیٹا قرار دیتا ہے اور علی الاعلان کہتا ہے۔ اس کی بیٹی ہی اس کی بیوی ہے۔ اسے وہ اپنے مذہب کے لحاظ سے بالکل جائز قرار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے "میں نے ویدوں پر عمل کیا ہے"۔ لوگ ویدوں کی تعلیم کے اس عجوبہ روزگار عامل کی زیارت کے لئے اس کثرت سے آنے لگے ہیں کہ پولیس کو ڈاک خانہ کے کاروبار میں حرج واقعہ ہونے کی وجہ سے پہرہ قائم کرنا پڑا:۔

آج کل آریوں کو "وید پرچار" کا بڑا دعوے ہے۔ اور وہ اس غرض کے لئے ہر سال اچھی خاصی رقم بھی جمع کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ آج تک وہ بھی کوئی ایسا "وید پاٹھی" پیدا نہیں کر سکے جو "چاروں ویدوں کا گیانا" ہو۔ اس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ڈاک خانہ بٹالہ کے ہندو کلرک صاحب نے اپنی بیٹی کو اپنی بیوی بنا کر جو یہ دعوے کیا ہے۔ کہ "میں نے ویدوں پر عمل کیا ہے" یہ نادرست ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ ویدوں کے اس حصہ تک، جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کسی اور کی نگاہ نہ پہونچی ہو۔ اور اگر پہونچی ہو۔ تو اسے اس پر عمل کرنے کی توفیق ہی نہ ملی ہو۔ پس کسی کے پاس کلرک صاحب کے اس دعوے کو جھٹلانے کی کوئی معقول دلیل نظر نہیں آتی۔ اور ماننا پڑتا ہے۔ کہ "وید بھگوان" میں ایسی تعلیم موجود ہی ہو گی۔ مگر جس ملک میں ایسی تعلیم پر عمل کرنے والے پائے جائیں۔ وہاں کے رہنے والوں کی انسانیت کا اس بارے میں جو فرض ہے۔ وہ ظاہر ہے:۔

اور سنئے۔ الہ آباد کی خبر ہے۔ کہ وہاں ایک سادھو پکڑا گیا ہے۔ جس پر کئی عورتوں اور بچوں کو تربینی کے سنگم پر ڈبونے کا الزام ہے۔ وہ ایسی حالت میں گرفتار کیا گیا۔ جبکہ ایک عورت کو پانی میں ڈبکیاں دے رہا تھا۔ چونکہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ لاکھوں کی بھیڑ میں ہزاروں نہیں۔ تو سینکڑوں پنڈے ایسے ہونگے۔ جو اسی وقت ڈبکی دے کر پرائسچت کرانے کی مقدس رسم ادا کر رہے تھے۔ اس لئے پہلے پہل اس سادھو کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ لیکن ایک شخص نے اس کے چہرہ پر وحشت اور بے رحمی کے آثار دیکھ کر اسے جا دبوچا۔ اور بمشکل عورت کو اس کے پنجہ سے رہائی دلائی:۔

یہ رسم اور اس کا طریق ادائگی انسانیت کے لئے ناقابل برداشت بار ہے۔ لیکن لاکھوں پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ ہندو مرد و عورت اسے اپنا مقدس مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور بڑی خوشی سے اپنی پاکدامن استریوں اور پتریوں کو اس لئے پنڈوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ کہ وہ انہیں ڈبکیاں دے کر ان کے پاپ جھاڑیں مگر ان میں سے کئی ایسے ظالم بھی ہوتے ہیں۔ جو جان لیکر ہی چھوڑتے ہیں:۔

انہی ایام میں پریاگ کا کمبھ ہوا۔ جس میں لاکھوں ہندو مرد و عورتیں شریک ہوئے۔ جس کا ذکر کرتا ہوا آریہ گزٹ (۲۵ جنوری) لکھتا ہے۔

"ہندوستان میں مذہب کے نام سے اس قسم کا پاکھنڈ موجود ہے۔ اور اس پاکھنڈ کو ماننے والے ایک دو نہیں۔ بلکہ لاکھوں انسان موجود ہیں"۔

لیکن کیا اس قسم کے پاکھنڈوں کو دور کرنے کی طرف بھی کسی نے توجہ دی۔ ہندو خود بخود انہیں دور نہیں کر سکتے۔ یہ کام مسلمانوں کا ہے۔ انہیں نہ صرف ہندوؤں کے ساتھ اپنی حقیقی دوستی اور اتحاد کا ثبوت دینے کے لئے بلکہ اس قسم کے پاکھنڈوں کے برے اثرات سے خود محفوظ رہنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ ایسے توہمات سے ہندوؤں کو نکالیں:۔

ختم نبوّت کی حقیقت

تمہید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت امسال سالانہ جلسہ کی تقریروں کی اندرونی سرخیاں پہلے ہی شائع کر دی گئی تھیں۔ میرے مضمون ختم نبوت کی اندرونی سرخیاں بھی اسی پروگرام میں شائع کی گئیں۔ تقریر کے وقت وہ سب نوٹ جو مضمون کے متعلق سرخیوں کے ماتحت بیان کئے جانے تھے۔ اور ان میں سے کچھ وقت کی قلت کی وجہ سے سنائے نہ جا سکے۔ اور بہت سا حصہ باقی رہ گیا۔ اب وہ سب نوٹ بصورت تحریر ہذا احباب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ تا پورے طور پر استفادہ ہو سکے۔ خاکسار غلام رسول راجیکی

عنوان مضمون

میرے مضمون کا عنوان پروگرام جلسہ میں "ختم نبوۃ" رکھا گیا ہے جو بعض اصحاب کے نزدیک خصوصاً غیر احمدی اصحاب کے نزدیک تعجب خیز خیال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ختم نبوۃ کا مفہوم غیر احمدی اصحاب کے نزدیک یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کے اندر نبوۃ بند ہے۔ اور میں نے اس عنوان کے ماتحت اپنے مضمون میں یہ بیان کرنا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام میں نبوۃ بند نہیں۔ بلکہ جاری ہے اور اس عنوان سے اسی طرح کا مغالطہ لگ سکتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے جس قدر بھی مضامین لکھے۔ ان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام میں ہر طرح کی نبوۃ بند ہے۔ لیکن اس نے اپنی کتاب کا نام "النبوۃ فی الاسلام" رکھا جس سے اسلام میں نبوۃ کا اثبات ظاہر ہوتا ہے۔ پس مناسب یہ تھا کہ وہ اپنی کتاب کا نام ختم نبوۃ رکھتا۔ اور میرے مضمون کا نام النبوۃ فی الاسلام ہوتا یا "ختم نبوۃ کی حقیقت"۔ اور در اصل ختم نبوۃ کے عنوان سے مراد ختم نبوۃ کی حقیقت ہی ملحوظ رکھی گئی ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ بتایا جائے گا۔ ختم نبوۃ کی حقیقت وہ نہیں جو غیر احمدی علماء سمجھتے ہیں بلکہ اسلامی تعلیم کے رُو سے ختم نبوۃ کی حقیقت وہ ہے۔ جو احمدیہ جماعت سمجھتی اور اس پر اعتقاد رکھتی ہے۔

مسئلہ ختم نبوت کی ضرورت

چونکہ اسلامی فرقوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہے۔ کہ آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ بند ہے یا جاری۔ اور اختلاف کا وجود بالطبع اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ اس کی دو متخالف شقوں سے حق اور باطل اور صدق اور کذب کی حقیقت واضح ہو جائے۔ اس لئے آج اس زمانہ میں جب کہ ایک فریق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ جاری سمجھتا ہے۔ جیسا کہ احمدی جماعت۔ اور ایک فریق بند سمجھتا ہے۔ جیسا کہ غیر احمدی علماء۔ تو اس صورت میں طالبان حق کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ انہیں علے وجہ البصیرت دلائل حقہ کے ساتھ حق اور باطل کا علم ہو سکے۔ سو اس ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عظیم الشان اجتماع میں ایک تقریر اس اہم موضوع پر بھی ضروری تھی۔ کہ ختم نبوۃ کی حقیقت کے متعلق کچھ بیان کیا جائے۔ سو میری تقریر اسی غرض اور مقصد کے لئے رکھی گئی۔ اور میں اب اسی موضوع پر کچھ بیان کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

مسئلہ ختم نبوۃ کے متعلق بعض غلط فہمیاں واقع ہوئی ہیں۔ جن کا ازالہ ضروری ہے۔ ان میں سے بعض غلط فہمیاں بعض مخالفین کی مغالطہ دہی کے سبب سے لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ احمدی جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ اور مسئلہ ختم نبوت کی منکر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت قطعاً ختم یعنی بند ہے۔ اس کے جواب میں واضح رہے کہ جو فتوے خاتم النبیین کے منکر کے متعلق ہمارے مخالفین لگا سکتے ہیں۔ وہی فتوےٰ خاتم النبیین کے منکر کے متعلق ہماری طرف سے ہے۔ اگر خاتم النبیین کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے۔ تو ویسا ہی ہم بھی ایسے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھنا ایسا ضروری اور لابدی امر ہے۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیعت کے وقت ہر مبایع سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔ اور یہ وہ التزام ہے۔ کہ جس کا نمونہ کسی دوسرے فرقہ میں نظر نہیں آتا۔ باقی رہا ختم نبوت کا انکار۔ سو ختم نبوۃ کے اگر یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً نبوۃ کا دروازہ مسدود ہے۔ تو یہ امر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہونے سے ہمارے مسلمات سے نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم سے تین قسم کی نبوتیں ثابت ہوتی ہے۔ ایک تشریعی اور دو غیر تشریعی۔ ایک ان دو میں سے مستقل یعنی براہ راست اور بلا واسطہ اور دوسری غیر مستقل یعنی بالواسطہ۔ تشریعی نبوۃ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ۔ اور براہ راست جیسے حضرت موسےٰ کے بعد کے انبیاء کی نبوت جو خدام شریعت موسویہ سے تھے۔ جیسا کہ آیت انا انزلنا التوراۃ فیها هدی ونور الخ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور بالواسطہ نبوۃ مسیح محمدی اور مسیح الاسلام یعنی مسیح موعودؑ کی نبوۃ ہے جو آیت من یطع اللہ والرسول الخ کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی شرط کے متحقق ہونے سے بالواسطہ نبوۃ ہے۔ یہ تین قسم کی نبوتیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دو قسم کی نبوتوں کو ہم قرآن کریم کی تعلیم کی رُو سے بند مانتے ہیں۔

ایک قسم کی نبوت

ایک تشریعی نبوۃ کو اور تشریعی نبوۃ کا بند ماننا آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ اور آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ دونوں کے مفہوم کے اقتضاء سے ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں دین اسلام کے کمال کا اظہار ہے۔ اور دوسری میں اس کی حفاظت کا جس سے ظاہر ہے۔ کہ جب دین کامل ہونے کے بعد محفوظ بھی کر دیا گیا۔ تو یہ امر اس کے دائمی دین اور دائمی شریعت ہونے پر دال ہے کیونکہ نئے دین کی ضرورت اس امر کو چاہتی ہے۔ کہ پہلا دین کسی صورت میں ناکمل ہو یا یہ کہ وہ غیر محفوظ ہو۔ جب دونوں صورتوں کی کمی نہ رہی۔ تو نئے دین کی ضرورت بھی نہ رہی۔

دوسری قسم کی نبوت

دوسری قسم کی نبوۃ جسے ہم بند مانتے ہیں۔ وہ براہ راست غیر تشریعی نبوۃ ہے۔ اور اس کا بند ماننا آیت من یطع اللہ والرسول الخ کی رو سے ہے۔ آیت موصوفہ میں انعام صدیقیت۔ شہیدیت۔ صالحیت کے علاوہ انعام نبوۃ کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مشروط اور وابستہ کیا گیا ہے۔ اور جس طرح نبوۃ کے سوا دوسرے تینوں قسم کے انعامات کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے واسطہ سے کھلا ہے۔ اسی طرح نبوۃ کے انعام کے لئے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے واسطہ سے دروازہ کو کھلا رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی شرط پیش کرنے سے اس امر کا اظہار فرمایا۔ کہ آپؐ کے بعد جب انعام نبوت کے لئے آپ کی اطاعت کی شرط ضروری اور لابدی امر ہے۔ تو بغیر اطاعت کی شرط کے متحقق ہونے کے انعام نبوۃ کا دروازہ براہ راست مسدود اور بند کر دیا گیا ہے پس اطاعت کی شرط سے دو قسم کی نبوۃ ثابت ہوئی۔ ایک بشرط اطاعت دوسری بلا شرط اطاعت۔ یعنی براہ راست جو شرط اطاعت کے بالمقابل بند کی گئی۔ یعنی اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص انعام نبوۃ براہ راست حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس کی گردن پر آپؐ کی اطاعت کا جُوا نہ ہو۔ پس آیت موصوفہ کے رو سے ہم اطاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شرط پیش کردہ کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد انعام نبوۃ براہ راست بند ہے

تیسری قسم کی نبوت

تیسری قسم کی نبوۃ جو غیر تشریعی ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی اطاعت کی شرط سے مشروط اور وابستہ ہے۔ اسے ہم بند نہیں مانتے۔ کیونکہ اگر وہ بھی بند ہوتی۔ تو دوسرے تین قسم کے انعامات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے وابستہ کئے گئے۔ ان کے ساتھ اس انعام نبوۃ کے دیئے جانے کا ذکر نہ کیا جاتا۔ اور جس طرح آیت والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے کا نتیجہ بصورت انعام زیادہ سے زیادہ صرف صدیقیت اور شہیدیت تک بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے متعلق بھی صرف صدیقوں اور شہیدوں کے انعام کا دیا جانا ذکر کیا جاتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں بیان کیا گیا۔ بلکہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں انعامات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں تین انعاموں کے علاوہ چوتھے انعام نبوت کا بھی ذکر کیا ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو دوسرے انبیاء کی اطاعت کے بالمقابل مرتبۂ فضیلت عطا فرمایا ہے جس کے رُو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء کے بالمقابل افضل ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہی حق ہے۔ والحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

پس احمدی جماعت متذکرہ بالا آیات کے رو سے قرآنی تعلیم کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً دروازہ نبوۃ کا مسدود ماننا درست نہیں سمجھتی۔ اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعودؑ کی حیثیت میں غیر تشریعی نبی مانتی ہے۔ اور وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے واسطہ سے حاصل ہونے والے انعام نبوت کے رو سے لا غیر۔

غیر احمدی علماء کا عقیدہ

تعجب کی بات ہے۔ کہ غیر احمدی علماء ہمیں تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی سنا سنا کر الزام دیا کرتے ہیں۔ کہ اس آیت اور حدیث کے خلاف احمدی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحبؑ کو نبی مانتی ہے۔ جو درست نہیں۔ لیکن خود حضرت عیسےٰ اسرائیلی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے ہیں۔ اور وہ نبی بھی ہیں۔ اور نبوت سے کسی نبی کا معزول ہونا انکے اعتقاد کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان کے عقاید کی کتب سے یہی ثابت ہوتا ہے قصیدہ آمالی جو عقاید کے متعلق منظوم رسالہ ہے۔ اس میں یہی لکھا ہے ؎

وان الانبیاء لفی امان ۞ من العصیان عمدًا والعزالی

یعنے انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ عمداً گناہ اور نبوت سے معزول ہونے سے امن وامان میں ہیں۔ پس غیر احمدی علماء بھی ہماری طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کے آنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ فرق ہے۔ تو یہ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسیح اسرائیلی کی آمد کے متعلق اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہم احمدی مسیح محمدی کی آمد کے متعلق اس صورت میں ہمارا بار بار ان سے مطالبہ ہوا ہے۔ کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے ہوتے ہوئے مسیح اسرائیلی کیونکر آ سکتے ہیں۔ اور ان کے آنے کے لئے استثنےٰ کی صورت کیسے پیدا ہو گئی۔ اس کے جواب میں وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ پہلے کے نبی ہیں۔ اس لئے وہ آ سکتے ہیں۔ جب یہ عرض کیا جائے کہ کب آ سکتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ تو پھر اس صورت میں لا نبی بعدی کا حرف لا نفی جنس اور لفظ بعد جو ہمیں سنایا کرتے ہیں۔ ان کا عمل کہاں گیا۔ اور پھر کسی پہلے نبی کے آنے کے متعلق کہاں استثنےٰ بیان کیا گیا ہے کہ پہلا نبی تو آ سکتا ہے لیکن بعد کا کوئی نہیں آ سکتا۔

بعض دیوبندی علماء سے گفتگو

کچھ عرصہ کی بات ہے۔ لاہور میں میرے پاس بعض دیوبندی علماء گفتگو کے لئے آئے۔ بہت تیز طبع اور تند مزاج تھے۔ آتے ہی کہنے لگے۔ ہم ختم نبوۃ کے متعلق گفتگو کریں گے۔ میں نے کہا آپ اپنے میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ اور گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک ان میں سے بولے۔ آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ نے سب نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین ہو کر کن نبیوں کو ختم کیا ہے۔ پہلوں کو یا پچھلوں کو۔ اگر پہلوں کو ختم کیا ہے۔ تو یہ آپ لوگوں کے اعتقاد کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ لوگ حضرت عیسےٰ اسرائیلی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر پہلے نبیوں کو ختم کرنے والے تھے۔ تو کیا وجہ کہ حضرت عیسےٰؑ باوجود پہلے نبیوں میں سے ہونے کے ختم نہیں ہوئے۔ اور اگر پچھلوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ تو بھی آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عیسےٰؑ نبی آنے والے ہیں۔ اور دونوں صورتوں میں خاتم النبیین کے متعلق جو آپ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں درست ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے سے پہلے نبیوں کو بند کرتے ہیں۔ اور نہ ہی بعد کے نبیوں کو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسےٰؑ پہلوں میں بھی داخل ہیں اور پچھلوں میں بھی۔ علاوہ اس کے آپ بتائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین ہونے سے اگر آپ کے اعتقاد کے مطابق پہلے سب نبیوں کو ختم کر دیا۔ تو آپ کا ان پہلے نبیوں کو ختم کرنا کس صورت میں ہے۔ کیونکہ حضرت آدمؑ کا سلسلہ نبوت تو حضرت نوحؑ کے آنے سے ختم ہو گیا۔ اور حضرت نوحؑ کا سلسلہ حضرت ہودؑ کے مبعوث ہونے سے ختم ہؤا اور حضرت ہودؑ کا حضرت صالحؑ سے اور پھر حضرت ابراہیمؑ کے مبعوث ہونے سے آپ سے پہلے نبی کا۔ اور حضرت موسےٰؑ کے آنے سے حضرت ابراہیمؑ کا ختم ہو گیا۔ اور حضرت مسیحؑ کے آنے سے پہلے سلسلہ کا خاتمہ ہؤا۔ اب آپ بتائیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز حضرت عیسےٰؑ کے کس کو ختم کیا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے تو اسی نبی کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔ جو معاً آپؐ سے پہلے کا نبی ہے۔ اور وہ حضرت عیسےٰؑ ہیں جن کا ختم ہونا آپؐ کے آنے سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ ہر ایک نبی جو صاحب سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیشتر گذرا۔ اس نے تو اپنے سے پہلے نبی کو ختم کر دیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود خاتم ہونے کے اپنے سے پہلے نبی کو جو حضرت عیسےٰؑ ہیں۔ ختم نہ کر سکے۔ کیونکہ بقول آپ کے حضرت عیسےٰؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر دوبارہ آنے والے ہیں۔ اس سے تو معلوم ہؤا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا پہلے نبیوں کے خاتم ہونے کے بالمقابل صرف نام کا ہے۔ ورنہ آپؐ کے خاتم ہونیکا اثر کچھ تو ظہور میں آتا۔ اور اس کا اثر اتنا بھی تو ظہور میں نہیں آیا۔ جتنا کہ آپؐ سے پہلے نبیوں کا جو آپؐ سے کم درجہ کے تھے۔ اب آپ ہی بتائیں۔ کہ بقول آپ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نبیوں کو ختم کرنیوالے ہیں۔ تو کس صورت میں؟

اس پر مولوی صاحب جھنجلا کر بولے۔ کیا آپ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ مینے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ مانتے ہیں اور ضرور مانتے ہیں۔ لیکن آپ لوگوں کی طرح نہیں۔ کہ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بالکل بے معنے ثابت ہوتا ہے۔ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ان معنوں میں مانتے ہیں۔ کہ آپؐ سے پہلے ہر ایک نبی ایک پھول کی طرح تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب پھولوں کے گلدستہ کی شان میں ظاہر ہوئے یعنی جامع کمالات انبیاء اور خاتم کمالات انبیاء ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

نیز بقول ؎ حسنِ یُوسف دمِ عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس پر مولوی صاحب فرمانے لگے۔ پھر تو آپ لوگ ختم نبوۃ کے منکر ہوئے۔ کیونکہ آپ لوگ نبوۃ کو بند نہیں سمجھتے۔ میں نے جواباً عرض کیا۔ کہ نبوۃ تو نہ کبھی بند ہوئی۔ اور نہ کبھی بند ہو گی۔ اور نہ کبھی دنیا نبوۃ سے خالی رہ سکتی ہے۔ ابتداء میں حضرت

آدمؑ کی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کا ختم ہونا ہی تھا۔کہ حضرت نوحؑ کی نبوت شروع ہوگئی۔پھر حضرت ابراہیمؑ کی پھر حضرت موسےٰؑ کی پھر عیسےٰؑ کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔کہ وہ قیامت تک ہے۔اگر قیامت تک کے لوگوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔اور آپؐ کی نبوت تشریعی ان سب کے لئے کفایت کرنے والی ہے۔ تو وہ قیامت سے پہلے ختم نہیں ہوسکتی۔بلکہ اس کا سلسلہ قیامت تک ممتد رہے گا۔اب آپ ہی بتائیں۔کہ اس صورت میں نبوت کہاں بند ہوئی۔یہ سنتے ہی مولوی صاحبان کھڑے ہوگئے۔کہ ہم چلتے ہیں۔اور چلتے ہوئے فرمانے لگے۔کہ آپ لوگوں کو باتیں بنانا بہت آتا ہے۔ دوسرے صاحب بولے۔یہ لوگ متکلمین کا گروہ ہے۔عقلی باتیں کرنا بہت جانتے ہیں۔

حدیث لانبی بعدی کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

غیر احمدی علماء جس طرح آیت خاتم النبیین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو بند سمجھتے ہیں۔اسی طرح لانبی بعدی کو بھی پیش کر کے مغالطہ دیا کرتے ہیں۔کہ دیکھو جب حدیث میں لانبی بعدی وارد ہوچکا ہے۔تو اس ارشاد نبوی کے ہوتے ہوئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے۔گو علماء کا حضرت مسیح کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آئیں گے۔حسب مقولہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھلانے کے اور۔لانبی بعدی کی حدیث کو پیش کرتے وقت اپنے اعتقاد کو بھول جانا عجیب بات ہے۔اور باوجودیکہ لانبی کا لا نفی جنس کے لئے علے الاطلاق پیش کرتے ہیں۔پھر حضرت مسیح کے لئے ان کا استثنا پیدا کر لینا اس سے بھی عجیب تر ہے۔لیکن جس راہ سے وہ ایک نبی کے لئے استثناء جائز سمجھتے ہیں۔اسی راہ سے اسی طرح کے نبی کے لئے استثناء کا فائدہ اٹھانا دوسروں کے لئے کیوں جائز نہیں۔اگر وہ یہ کہیں۔کہ حضرت مسیحؑ کا نبی ہوکر آنا اس لئے جائز ہے۔کہ وہ ناسخ شریعت ہوکر نہ آئینگے۔بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی تائید اور حمایت کے لئے آئیں گے۔اور اس مقصد کے لئے آنے والا نبی آسکتا ہے۔تو ہم احمدی بھی حضرت مرزا صاحب کو اسی طرح کا نبی مانتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا قول

لیکن یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔کہ جس طرح ہمارے مخالف علماء نے خاتم النبیین کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کے قول کے مطابق کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لانبی بعدہ کاخاتم الانبیاء کو لانبی بعدہ کے معنوں میں سمجھنا صریح غلطی تھی۔اسی طرح انہوں نے لانبی بعدی کے معنوں کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول عجیب فیصلہ کُن اور بصیرت افزا ہے۔اور اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ایک یہ کہ خاتم النبیین کو لانبی بعدہٗ کے معنوں میں سمجھنا درست نہیں۔دوسرے یہ کہ لانبی بعدی کا فقرہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے نزدیک نبی کی جنس کی نفی کے لئے نہیں۔بلکہ جنس نبی سے اس کی نوع کی نفی کے لئے ہے۔یعنی تشریعی نبی اور مستقل یعنی براہ راست نبی کی نفی کے لئے۔اور مسیح موعودؑ جس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبی ہو کر آنے والا تھا۔ایسے نبی کا آنا منع نہیں۔اور نہ ہی اس قسم کا نبی لانبی بعدی کی نفی کے اثر کے نیچے ہے۔اور اگر نفی سے مطلق نفی مراد ہوتی۔تو حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ نہ فرماتیں۔کہ لانبی بعدہ نہ کہو۔معلوم ہوتا ہے۔کہ بعض صحابہؓ کو بھی خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے معنوں کے سمجھنے میں غلطی لگی۔جس کا ازالہ حضرت صدیقہ رضؓ کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

محل مخصوص

علاوہ اسکے حدیث لانبی بعدی جہاں جہاں مذکور ہوئی ہے۔وہاں ایسے قرائن موجود ہیں۔ جن سے صاف پتہ لگتا ہے۔کہ لانبی بعدی کا فقرہ محل مخصوص کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاص معنوں میں پیش کیا ہے جس سے نفی مطلق مراد نہیں۔بلکہ نفی مقید مراد لی گئی ہے۔یہ حدیث کتب احادیث میں تین جگہ استعمال ہوئی ہے۔اور تینوں جگہ قرائن موجود ہیں

مستقبل قریب کے خلفاء کا ذکر

ایک صحیح بخاری میں حدیث ذیل میں کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی الا انہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء۔اس حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کی خلافت قریبہ بلا فصل اور اپنی خلافت قریبہ کے درمیان فرق بتایا ہے۔کہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے جو سیاست کرتے تھے۔انہیں سے جب کوئی نبی فوت ہوتا۔تو معًا اس کے بعد اسکی جگہ نبی خلیفہ ہوتا۔لیکن میری خلافت قریبہ متصلہ اس طرح کی نہیں کہ میری وفات کے معًا بعد ہی میرا خلیفہ نبی ہو۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ہاں عنقریب یعنی مستقبل قریب کے زمانہ میں میری وفات کے بعد صرف خلفاء ہونگے۔جو نبی نہیں ہونگے اس حدیث میں لانبی بعدی کا فقرہ جس محل مخصوص کو ملحوظ رکھتے ہوئے استعمال فرمایا وہ صرف مستقبل قریب کے خلفاء کے غیر نبی ہونے کے اظہار کی غرض سے تھا کیونکہ سیکون میں حرف س کا لانا جو مضارع پر آنے سے زمانہ مستقبل قریب کے معنے دیتا ہے۔اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔کہ جن خلفاء کے غیر نبی ہونے کا ذکر آنحضرت صلعم نے حدیث میں فرمایا۔ان سے زمانہ مستقبل قریب کے خلفاء مراد ہیں۔اور یہ ثابت شدہ امر ہے۔کہ آنحضرت صلعم کے بعد کے خلفاء جو زمانہ مستقبل قریب میں خلیفہ ہوئے۔وہ سب کے سب غیر نبی تھے۔

لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ کا مطلب

حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ جو لانبی بعدی کی تائید میں پیش کی جاتی ہے اسکا جواب بھی اوپر کی حدیث میں پایا جاتا ہے۔کہ چونکہ حضرت عمر رضؓ زمانہ مستقبل قریب کے خلفاء میں سے آنحضرت صلعم کے خلیفہ ہیں۔اسلئے زمانہ مستقبل قریب کے خلفاء میں سے اگر کوئی نبی ہوتا۔تو حضرت عمرؓ یقیناً نبی ہوتے۔گو ترمذی کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔لیکن اگر صحیح بھی تسلیم کی جائے۔تو بھی اس کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں۔کہ امکانی طور پر ان کی فضیلت کا اظہار فرمایا گیا۔ اسلئے کہ انکی استعداد فطرت جو وحی اور الہام کیساتھ مناسبت رکھتی تھی۔وہ اسرائیلی انبیاء کی استعداد نبوۃ سے کم نہ تھی۔اور جس طرح حدیث لوکان موسٰی وعیسےٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی کے رُو سے حضرت موسٰیؑ اور حضرت عیسےٰؑ نبی جو اسرائیلی تھے بصورت حیات آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آپ کے اُمتی اور تبع ہوتے اور بصورت خلافت غیر نبی خلیفہ ہوتے۔کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوۃ کے معیار کا پایہ بہت بلند کردیا گیا۔اور مخصوص القوم اور مخصوص الزمان نبی کی استعداد کا انسان منصب نبوۃ کے ساتھ آپ کا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ آپ کی نبوۃ اور استعداد مکانی اور زمانی اور قومی خصوصیات کی قیود اور حدود سے بالاتر ہے۔پس آپ کے بعد نبی وہی ہوسکتا ہے جو آپ کا مظہر اتم ہو۔اور آپ کی طرح ہر طرح کی وسعت استعداد کا کمال رکھتا ہو۔جیسا کہ مسیح موعودؑ جو مسیح محمدی ہے نہ مسیح اسرائیلی۔اور حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل جس میں علماء سے آنحضرت صلعم کے خلفاء اور مجددین مراد ہیں اسی بات کی اور بھی تائید کرتی ہے کہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد اسرائیلی نبیوں کی طرح خلفاء ہوتے تو حضرت عمر رضؓ لاریب نبی ہوتے۔کیونکہ حضرت عمر رضؓ کی استعداد اسرائیلی انبیاء کی استعداد نبوۃ کے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔لیکن آنحضرت صلعم کی استعداد نبوت کے کمال تک پہنچنے سے قاصر تھی۔یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے خلفاء کو اسرائیلی انبیاءؑ کی مشابہت اور مماثلت میں تو پیش کیا لیکن اپنی مماثلت میں پیش نہ کیا۔اور جس خلیفہ کو اپنی مماثلت میں پیش کیا اسے بقول انا اولی الناس بابن مریم اذ لیس بینی وبینہٗ نبی مسیح موعودؑ اور نبی قرار دیا۔پس حدیث لانبی بعدی اور حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ کے متعلق جو اشکال رونما ہوسکتا تھا۔ وہ بافادہ توجیہات متذکرہ رفع ہوگیا۔

حضرت علیؓ سے خطاب

دوسری حدیث جو علاوہ بخاری کے مسلم میں بھی آئی ہے اور لانبی بعدی کا فقرہ اسمیں لایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لانبی بعدی اس حدیث کا محل بیان جنگ تبوک کا واقعہ ہے جبکہ آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کیلئے لشکر کشی فرمائی اور حضرت علیؓ کو گھر کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑ گئے حضرت علیؓ کو پیچھے رہنے پر منافقوں نے طعنہ زنی کی کہ علیؓ کو آنحضرت صلعم بوجہ ایمانی کمزوری کیساتھ نہیں لیگئے۔اس طعن و تشنیع کو سُنکر حضرت علیؓ راستہ میں ہی آنحضرت صلعم سے جا ملے اور منافقوں کے طعن کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ جانے کیلئے استدعا کی۔اس پر آپ نے فرمایا۔اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی۔الا انہ لانبی بعدی یعنی کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ اس سفر میں تجھے میرے پیچھے مسلم کی نیابت اور خلافت کا شرف حاصل ہو جس طرح موسٰیؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد ہارونؑ کو خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ہاں فرق ہے تو یہ کہ ہارونؑ موسٰیؑ کے بعد نبی تھا اور میرے بعد آپ نبی نہیں۔الا انہ لانبی بعدی کی جگہ ایک دوسری روایت میں لست بنبی کا فقرہ بھی آیا ہے

لیکن الّا کا حرف استثنا اور لفظ بعدی اپنے محل مخصوص کے لحاظ سے صریح طور پر اس بات پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت بعدی فرمانا غزوۂ تبوک سے واپس ہونے تک کی غیبوبت کے معنوں میں تھا۔ اور الّا کے حرف استثناء کے استعمال کرنے کا فائدہ بھی اس موقع پر یہی ہوسکتا تھا۔ کہ حضرت ہارون کی مماثلت میں حضرت علیؓ کو پیش کرنے سے جو شبہ خلافت کے ساتھ نبوت کی صورت میں پیدا ہوسکتا تھا۔ اس کا ازالہ ہوسکے پس اس صورت میں فقرۂ لانبی بعدی کا مطلب صاف ہے۔ کہ غزوۂ تبوک سے واپس ہونے تک کی بعدیت میں کوئی نبی نہیں۔ کون نبی نہیں؟ وہی جو اس وقت ہارون کی مماثلت کے لحاظ سے آپ کا مخاطب تھا۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

تیسری حدیث جس میں لانبی بعدی کا فقرہ لایا گیا۔ وہ ترمذی اور ابوداؤد میں بیان ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ اس حدیث کے سمجھنے کے لئے ذیل کی حدیث کا اس موقع پر ذکر کر دینا نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اور وہ یہ ہے۔ کیف تھلک امۃ انا اولھا والمسیح ابن مریم آخرھا اور اس کے ساتھ حدیث لیس بینی وبینہ نبی کو بھی پڑھیئے۔ بعد کے فقرات حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعود امت کے آخری حصہ میں آئیگا۔ اور اس کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اب اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ تیس دجال اور کذاب

رسول کریم اور مسیح موعود کا درمیانی زمانہ

جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ میری امت میں ہونگے۔ اور دعوئے نبوت کرینگے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور مسیح موعود نبی اللہ سے پہلے پہلے ظہور میں آئینگے۔ درمیان میں مدعیان نبوت اٹھیں گے۔ جو اپنے دجل اور کذب کی وجہ سے ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کے ماتحت دجال اور کذاب ہونگے۔ اور دوسری طرف فقرۂ حدیث لیس بینی وبینہ نبی کے رو سے یہ فقرہ ان کے نبی ہونے کی نفی کرنے سے بتا دیا۔ کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح موعود نبی اللہ کے درمیان نبی ہونے کا دعوئے کرے گا۔ تو وہ سچا نبی نہیں ہوگا۔ ہاں تیس کذابوں والی حدیث کے فتوے سے وہ دجال اور کذاب ہوگا۔ چنانچہ تیس کا عدد بھی جو دجالوں اور کذابوں کی تعداد کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے دو طرح کا فائدہ حاصل ہوا۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی مدعیان نبوت ہونگے۔ وہ سب کے سب دجال اور کذاب نہیں ہونگے۔ اور اگر سب کے سب مدعیان نبوت دجال اور کذاب ہی ہونے تھے۔ تو تیس کے عدد کی جگہ ایسا لفظ استعمال کیا جاتا۔ جس کے معنے یہ ہوتے۔ کہ میری امت میں جو بھی مدعی نبوت ہوگا۔ وہ دجال اور کذاب ہی ہوگا۔ اور صادق ایک بھی نہیں ہوگا۔ لیکن تیس کا عدد بتلاتا ہے۔ کہ تیس تک تو دجال ہیں۔ اگر تیس کے سوا کوئی آئے۔ تو وہ دجالوں میں سے نہیں۔ بلکہ وہ سچا نبی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ کے متعلق سچے مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ آخری زمانہ میں آئینگے۔ اور وہ نبی ہونگے۔ اور دعوئے نبوت میں صادق ہونگے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیس دجالوں اور کذابوں کا ذکر کر کے بعد میں انا خاتم النبیین اور لانبی بعدی فرمانا۔ مسیح موعود جو سچے نبی ہیں۔ ان کے منافی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان دجالوں اور کذابوں کے مخالف اور منافی ہے جو واقعی نبی نہیں۔ پس خاتم بمعنے مہر تصدیق کے رو سے خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ مصدق النبیین کہ سچے نبیوں کی تصدیق کرنے والا۔ نہ کہ دجالوں اور کذابوں کی تصدیق کرنے والا جو دعوئے نبوت میں کاذب ہوں۔ اور لانبی بعدی کے معنے بھی اسی محل اور موقع پر واضح ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دجالوں میں سے کوئی کاذب نبی نہیں۔ اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ کہ وہ تیس دجال اب تک ظہور میں آچکے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے سیکون خلفاء کے فقرہ میں سیکون کے صیغہ مستقبل قریب کو استعمال کر کے خلفاء سے ایسے خلفاء کا اظہار فرمایا۔ جو مستقبل قریب کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے تھے اسی طرح دجالوں اور کذابوں کے لئے بھی سیکون کے صیغہ مستقبل قریب کو لا کر بتا دیا۔ کہ وہ دجال جو دعوئے نبوت کاذبہ کے مدعی ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی سے پہلے اور بعثت اول کے بعد ہی ظہور کرینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی مسیح موعود نبی اللہ کی بعثت سے مراد ہے۔ جو سورہ جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ثابت اور آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین سے ظاہر ہے۔ پس ایسے دجالوں کے لئے جو مدعیان نبوت ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیکون کا صیغہ مستقبل قریب استعمال فرمانا آپ کی دو بعثتوں سے پہلی بعثت جو قریب کی ہے۔ اس کے بعد اور آپ کی بعثت ثانی یعنی حضرت مسیح موعود کی بعثت ہے۔ اس سے پہلے ظاہر ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ چنانچہ شارح صحیح مسلم کے قول سے جو تاریخی واقعات کی بنا پر ہے۔ اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔

حاصل مطلب

اب ہر سہ احادیث متذکرہ بالا میں فقرہ لانبی بعدی کا مطلب قرائن موجودہ کے لحاظ سے بالکل صاف ہوگیا۔ اور بعدی کا مفہوم بھی بخوبی واضح ہوگیا۔ کہ بعد سے قیامت تک کا بعد مراد نہیں۔ بلکہ پہلی حدیث میں بعد سے مراد مستقبل قریب کی خلافت تک کا زمانہ بعدیت ہے۔ اور دوسری حدیث میں جنگ تبوک سے واپسی تک کی بعدیت مراد ہے اور تیسری حدیث میں مسیح موعود نبی اللہ کے ظہور سے پہلے یعنی قریب کی بعثت مستقبل قریب کے زمانہ کی بعدیت۔

حدیث انا آخر الانبیاء کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

حدیث انا آخر الانبیاء ومسجدی ھذا آخر المساجد جو صحیح مسلم میں ہے۔ اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں سے آخری نبی قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ بعض علماء سے گفتگو ہوئی۔ اور انہوں نے اس حدیث کو پیش کیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ اس حدیث کا مطلب ساتھ کے فقرہ سے واضح ہے۔ یعنی مسجدی ھذا آخر المساجد سے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میری یہ مسجد سب مساجد سے آخری ہے۔ اب آپ بتائیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد آخری کیونکر ہوئی جبکہ آپ کی مسجد کے بعد اب تک ہزاروں لاکھوں مسجدیں بنائی گئیں۔ جن کا سلسلہ آئندہ بھی قیامت تک جاری رہے گا۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد آخری مسجد ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد کی مساجد چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے تابع ہیں۔ اور انہی کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے والی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے آخری ہونے میں وہ مزاحم نہیں ہوسکتیں۔ میں نے کہا۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے نبی جو آپ کے تابع اور آپ کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے آنے والے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے میں مزاحم نہیں ہوسکتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیف تھلک امۃ انا اولھا والمسیح ابن مریم آخرھا کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح آخر الامت ہو کر آئیں گے۔ جس طرح آپ کے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول الامت ہو کر آئے۔ تو کیا اس حدیث کی رو سے آپ مسیح موعود کو آخری نبی اور آخر الانبیاء اور خاتم النبیین قرار دینگے اور اگر قرار نہ دینگے۔ تو کیوں۔ کیا اس لئے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور آپ کے اغراض و مقاصد کی اتباع کی غرض کے لئے آئیں گے۔ اگر یہ توجیہ قابل تسلیم ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء اور خاتم النبیین ہونا بعد کے تابع نبی کے لئے مانع نہیں۔

ریویو آف ریلیجنز اردو کے وی پی

۵ رفروری کا ریویو اردو و تمام خریداران ریویو اردو کے نام جن کا چندہ سالانہ دسمبر ۲۹ء یا اس سے پہلے ختم ہے (۱۹۳۰ء کی قیمت پیشگی یا بقایا وصول کرنیکے لئے وی پی ہوگا۔ امید ہے۔ کہ احباب کرام ایک دفعہ کی تنگی ترشی برداشت کر کے وی پی وصول کرلینگے۔ اور ہمیں ایسی قابل کردینگے کہ مالی حالت سے مطمئن ہو کر علمی خدمت بجا لاتے رہیں۔ اور وقت پر رسالہ حسب معمول پہنچاتے رہیں۔ (ناظر مہتمم ریویو اشاعت قادیان)

ظفر علی خان کی فریاد کا جواب

اے نادان انسان۔ تو کہتا ہے۔ کہ "اے اسلام کے خدا۔ اے حیلہ بازوں اور مکاروں کے سرکوب خدا جس کا سرمدی لقب خیر الماکرین ہے۔ تو اس وقت کہاں ہے۔ اور تیرا البطش شدید آج کدھر ہے۔ جس کی گرفت سے اپنے اپنے وقت پر نہ نمارودہ بچے ہیں۔ اور نہ فراعنہ نکل سکے ہیں"۔

اے نور معرفت سے بے بہرہ انسان۔ سوچ اور غور کر کہ کیا ابھی خدائے قہار کی صفات شدید البطش اور خیر الماکرین کی بے نظیر نمائش نہیں ہوئی۔ اگر زمانہ سلف میں نمارودہ اور فراعنہ اس کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ تو آج بھی انہیں کوئی بچا نہ سکا۔ اگر تیرا غفلت شعار دماغ بھول گیا ہے تو ہم تجھے بتائے دیتے ہیں کہ در اصل امان اللہ خاں کے دادا عبد الرحمٰن نے خدا کے ایک صالح بندے عبد الرحمٰن کو شہید کرا کے اپنے خاندان کی قبر اپنے ہاتھوں کھودی تھی۔ مگر خدا کی شان کریمی دیکھ۔ کہ اس نے اس ظالم کی نسل کو قطع نہ کیا۔ اور اس کے بیٹے حبیب اللہ کو کابل کے تخت پر متمکن کر دیا۔ لیکن اس بدنصیب نے خدا کے ایک مقرب بندہ صاحبزادہ عبد اللطیف کو سوا من کی آہنی زنجیر پہنا کر کئی ماہ قید رکھا اس کی ناک چھید کر رسی ڈلوائی اور کشاں کشاں مقتل میں لے جا کر پتھروں سے شہید کرا دیا۔ اے غفلت شعار اگر تجھ میں بصیرت ہوتی۔ تو تو دیکھتا۔ کہ اس وقت خدا کا عرش کانپ رہا تھا۔ آخر خدا کا غضب بھڑکا۔ اور ہر اس ظالم کو جو پتھر مارنے میں شریک تھا۔ ہلاک کرنے کے لئے ہیضہ کے کیڑوں کو اس نے مامور کیا۔ پھر ان تمام اکابر کو جو اس شہید کے قتل کے منصوبہ میں شریک تھے۔ ایک سازش کا افشار کر کے حبیب اللہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارا اور آخر حبیب اللہ کو بھی عبرتناک طور پر ہلاکت میں ڈال دیا گیا۔

ارحم الراحمین کی شان رحیمی دیکھ۔ کہ اس نے حبیب اللہ کے بیٹے امان اللہ کو غلامی سے آزاد کرا کے امیر سے بادشاہ بنا دیا۔ اس نے ہر مذہب و ملت کے افراد کے لئے آزادی کا اعلان کیا۔ مگر جب اس کے وزیر کی تحریری اجازت حاصل کرنے کے بعد خدا کا ایک پاکباز بندہ نعمت اللہ کابل میں پہونچا۔ تو امان اللہ نے درندہ صفت رعایا اور علماء کو خوش کرنے کے لئے اپنے باپ کی تقلید میں اسی ظلم کا اعادہ کیا۔ اور ہندوستان کیا دنیا بھر میں صرف تو ہی ایک ایسا اڈیٹر تھا۔ جس نے اس ظلم پر شادیانے بجائے۔ اور خدا کے ضابطہ کو پس پشت ڈال کر اس ظلم کو جائز ثابت کرنے کے لئے اپنا اخبار وقف کر دیا۔

خدا کی شان خیر الماکرینی دیکھ۔ کہ اس نے نعمت اللہ کی شہادت سے پہلے اپنے اولو العزم خلیفہ کو لنڈن پہنچا دیا۔ تا کہ امان اللہ کے ظلم کی اشاعت تمام روئے زمین پر ہو۔ چنانچہ دنیا بھر کے اخباروں نے اس فعل شنیع کی مذمت کی۔ اور ہر اس انسان نے جو خدا کی ہستی کا قائل تھا۔ اس ظلم پر اظہار نفریں کیا پھر جب خدا کی مشیت نے چاہا۔ کہ جن لوگوں میں اس ظلم کی اشاعت ہوئی۔ وہ اس ظالم کی شکل بھی دیکھ لیں۔ تو امان اللہ سفر یورپ کے لئے نکلا۔ یورپ میں اگرچہ اس کی آؤ بھگت ہوئی۔ مگر اندھی دنیا کو کیا علم تھا۔ کہ خدا کی عدالت سے اس پر فرد جرم لگ چکا ہے۔ اگر کوئی ہمسایہ سلطنت اسے مغلوب کرتی۔ تو معمولی بات تھی۔ مگر واپسی پر ابھی تیرے جیسے اس کے قصیدے ہی لکھ رہے تھے۔ کہ خدا کی تقدیر جاری ہو گئی۔ اس وقت ایک حکم جاری ہوا۔ اور ایک آواز اٹھی۔ کہ امان اللہ کافر ہو گیا پھر اس کی نہ رعایا رہی۔ اور نہ سپاہ۔ اور وہ بچہ سقہ کے ہاتھوں بیک بینی و دو گوش جلاوطن ہو گیا۔

اگر تیرے سر میں دماغ صحیح۔ سینہ میں قلب سلیم۔ آنکھوں میں بصیرت ہو۔ تو جان لے۔ کہ خدا کے بطش شدید اور سرمدی لقب خیر الماکرین کی ایسی نمائش ہوئی۔ کہ جس کی نظیر دنیا نہیں پیش کر سکتی۔ جن علماء اور رعایا کو اس نے خدا پر مقدم کیا۔ خدا نے انہی کے ہاتھوں اسے ذلیل کرایا۔ پھر خدا کی درگاہ سے بنی اسرائیل (افغان قوم) کو فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کا حکم جاری ہوا۔ تو سال بھر وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے۔ دنیا کے اخبار تو ۲-۳ لاکھ مقتول لکھ رہے ہیں۔ مگر ان بے چاروں کو کیا معلوم۔ حقیقت میں خدا کے وعدہ کے مطابق پچاسی ہزار پورا ہو گیا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کہ امان اللہ کے دل پر خدا نے کیسا رعب ڈالا۔ وہ بحالت زار قندھار سے جو بدحواس ہو کر بھاگا۔ تو زمین کے کسی حصہ نے اسے پناہ نہ دی۔ سوائے صلیب کے علمبردار پوپ کے ملک کے کہ جس کے عقیدہ فاسدہ کے متعلق خدا تعالیٰ کا اعلان ہے۔ "قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ پڑے۔ اور زمین شق ہو جائے"۔

پھر تو کہتا ہے۔ "تیرا وہ ناچیز بندہ امان اللہ جس کا روآں روآں تیری کبریائی کے اقرار سے لرز رہا ہے .... پھر یہ کیا ہے۔ کہ روما سے اس کی خونین فریاد بلند ہو ہو کر تیرے عرش کے پایہ سے ٹکراتی ہے۔ تیری غیرت جوش میں نہیں آتی"۔

اے دیدہ دلیر۔ تو علیم و خبیر کے حضور بھی جھوٹ اور فریب سے باز نہیں آتا۔ کیا خدا کے حضور خونین فریاد پہنچانے کے لئے پوپ کا آستانہ ہی موزون تھا۔ کیا وادی غیر ذی زرع میں خدا کا سب سے پہلا گھر اس کے رستہ میں نہ تھا۔ اگر اس کے دل میں خدا کی کچھ بھی عظمت ہوتی۔ تو وہ اس گھر پر دستک دیتا۔ مگر خدا کی شان غفاری دیکھ۔ کہ وہ روما کی سرسبز زمین میں چند روزہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ ورنہ خدا قادر تھا۔ کہ اسے سمندر میں ہی غرق کر دیتا۔

اے نادان انسان۔ بے شک خدا غفور رحیم ہے ستار العیوب ہے۔ اور التواب الرحیم ہے۔ اس کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ مگر کوئی توبہ کرنے والا بھی تو ہو۔ آج بھی اگر وہ خدا کے حضور اقراری مجرم ہو کر توبہ کرے۔ تو وہ مالک الملک جس کو چاہے۔ ملک عطا کر سکتا ہے۔ ورنہ وہ تخت پر بیٹھا یہی کہتا رہے گا۔ ع

"شامت اعمال ما صورت نادر گرفت"

پھر تو کہتا ہے۔ "مانا کہ تیرے کید متین کی سختی دیر گیر ہے۔ مانا کہ اصلی ... کر جھوٹوں۔ فریبیوں۔ مکاروں۔ غاصبوں اور بدعہدوں کو ڈھیل دینے کا تو خوگر ہے"!

مگر اے بے بصیرت انسان۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ اسی سنت کے ماتحت خدا نے عبد الرحمٰن کی تین پشتوں کو حکومت کا موقعہ دیا مگر انہوں نے خدا کے صالح بندوں پر سرزمین کابل کو تنگ کر دیا لیکن ان کی حب الوطنی دیکھ۔ کہ انہوں نے اپنے خون سے بھی اسی زمین کی آبیاری کی۔ اور اپنا مدفن بھی اسی زمین کو بنایا۔

اسی سنت کے ماتحت خدا نے تجھے بھی ڈھیل دے رکھی ہے۔ ورنہ مدت سے تیرا نام مٹ چکا ہوتا۔ تو خدا کے مامور مسیح موعود اور اس کے خلیفہ محمود کے خلاف آئے دن سب و شتم کرتا رہتا ہے۔ تو نہیں دیکھتا۔ کہ محمود کی وہ شان ہے۔ کہ جس وقت خدا نے اسے خلیفہ مقرر کیا تو تیرے خلیفۃ المسلمین کے ایوان میں تزلزل پڑ گیا۔ اور اس کی قوم نے اسے جلا وطن کر کے خلیفہ کا لقب ہی ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔ اور آج روئے زمین پر سوائے اس محبوب یزدانی کے کوئی خلیفۃ الرسول نام کا بھی نہیں۔

اے عاقبت نا اندیش۔ غور کر۔ کہ جس درخت سے تو نے سہارا لیا وہی اکھڑ گیا جس دیوار سے تو نے ٹیک لگائی۔ وہی گر گئی۔ جس کشتی میں تو سوار ہوا۔ وہی غرق کر دی گئی۔ تیری صدائے طاغوتی سے قوم نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔ مگر آج اس نے تجھے شناخت کر لیا ہے اور "انقلاب" اور "سیاست" تیری تواضع پر مقرر کر دئے ہیں۔ اپنے ماضی کی طرف دیکھ۔ اور حال پر نگاہ کر۔ اور مستقبل کی فکر کر لے۔ اب بھی وقت ہے پچھلے گناہوں کی معافی مانگ۔ کہ خدا غفور رحیم ہے اور آئندہ اپنی اصلاح کر۔ ورنہ خدا کے غضب کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ اور تیرا انجام بد یقینی

(شیخ مشتاق حسین گوجرانوالہ)

ہندو مسلم اتحاد اور مسلمانوں کے سیاسی حقوق

ماہ نومبر کے "نگار" میں ہندو مسلم اتحاد اور مسلمانوں کے سیاسی حقوق پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے متعلق میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

نگار کے مقالہ نویس تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس وقت تک کسی مخصوص قوم یعنی مخصوص مذہب کی حیثیت سے کوئی مطالبہ ہوتا رہیگا۔ اس وقت تک اتحاد کا خیال اک واہمہ وخواب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر تفریق قومی یا تمیز مذہب سے قطع نظر کرکے صرف وطنیت کو پیش نظر رکھا جائیگا۔ تو پھر ہندو مسلم اتحاد بھی حاصل ہو جائیگا اور حیثیت القوم کا کبھی سوال نہ پیدا ہوگا۔"

خلاف وطنیت مطالبات

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ ملک کے نظام قومی میں ایسی مخصوص قید لگانا یا ایسے مطالبات پیش کرنا جو وطنیت اور مفاد ملکی کے خلاف ہوں۔ لایعنی اور باعث تخریب وطن ہیں۔ مثلاً فلاں قوم یا فلاں جماعت فلاں چیز کھائے۔ اور فلاں چیز سے اجتناب کرے یا ان مخصوص طریق پر عبادت کرے۔ یا نہ کرے۔ اپنا ہم خیال و ہم مذہب بنانے کے لئے تبلیغ کرے۔ یا نہ کرے۔ وغیرہ جو بالکل نامناسب اور خلاف وطنیت ہی نہیں۔ بلکہ ایسی ذہنیت رکھنے والی قوم کا سوراج اور وطنی سلطنت کا خواب دیکھنا اضغاث احلام ہے آزادی حاصل کرنے کے قبل جذبہ رواداری، وسعت نظری اور فراخ حوصلگی اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ جب تک یہ ضروری صفات حاصل نہ ہوں۔ اس وقت تک نہ تو آزادی حاصل کرنے کا حق ہے۔ اور نہ حاصل ہوسکتی ہے۔

رواداری کیا ہے۔

دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا، ایک دوسرے سے رواداری کا برتاؤ کرنا کیا ہے۔ یہی۔ کہ دوسروں کے جذبات کو پامال نہ کیا جائے۔ اگر کوئی قوم یا جماعت کسی بات کو اپنے لئے فلاح وبہتری کا موجب سمجھتی ہے۔ یا خاص قسم کے اعمال وعقائد کی پابند ہے۔ تو اسے ان باتوں میں آزادی دینا چاہئے۔ خواہ آزادی دینے والوں کے خیال و مذہب میں ایسی باتیں ناجائز اور ناروا ہی کیوں ہوں۔

میرے خیال میں رواداری یہ نہیں ہے۔ کہ کوئی فرد یا جماعت اپنے جذبات کو پامال کرے۔ عقائد کو چھوڑ دے۔ اعمال کو ترک کردے۔ اپنے کھانے پینے کی چیزوں سے دست بردار ہو جائے۔ اپنے عقائد وخیالات کی تبلیغ نہ کرے۔ اور کسی کو اپنا ہم خیال وہم مذہب بننے کا مشورہ نہ دے۔

کسی قوم کا دوسری قوم کے دباؤ سے اپنی خصوصیات وکلچر کو چھوڑنا اس کی موت ہے۔ اور مردہ بدست زندہ کا مصداق بننا ہے۔ مردہ جس طرح زندوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کہ وہ اسے دفن کریں۔ یا جلائیں۔ یا اناٹمی کے تجربوں کے لئے چیر پھاڑ کریں۔ یا کتوں کے سامنے ڈالدیں۔ اسی طرح جو قوم اس بات کی پابند کردیجائے۔ کہ اسے اپنے مذہبی رسوم کی ادائیگی میں آزادی نہ ہو۔ یا اپنی معاشرت میں آزاد نہ ہو۔ یا اپنے تمدن میں آزاد نہ ہو۔ تو اس کے مردہ ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ اور کسی اقلیت کا ایسی باتوں کو قبول کرنا اپنے اوپر آپ موت وارد کرنا ہے۔

وطن پرستی رواداری کے خلاف نہیں۔

میرے نزدیک مقالہ نویس "نگار" کا "تفریق قومی اور تمیز مذہب کو قطع نظر رکھکر صرف وطنیت کو مدنظر رکھنے" کا مشورہ دینے سے یہی مطلب ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کریں۔ اور "صرف وطنیت کو پیش نظر" رکھکر ہندو مسلمان دونوں اپنے اپنے مذہب سے حشو وزوائد کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ یعنی دونوں بجائے مذہب کے صرف فلسفہ مذہب کو سامنے رکھیں۔"

یہ عجیب بات ہے۔ کہ "تمیز مذہب سے قطع نظر کرکے صرف وطنیت کو پیش نظر بھی رکھا جائے۔" اور مذہب کو کاٹ چھانٹ کر "صرف فلسفہ مذہب سامنے" رہنا بھی ضروری ہو۔ حالانکہ رواداری نام ہے۔ مذہبی اور قومی رسوم کی ادائیگی میں عدم مداخلت کا۔ اور جب ہندو مسلمان دونوں اپنے اپنے مذہب سے دست بردار ہوگئے تو رواداری کیسی؟ اور وطنیت عبارت ہے۔ وطن پرستی سے پھر وطن کے عاشقوں اور رواداری کے شیدائیوں کو اس سے کیا غرض کہ ان کے ہم وطنوں کا مذہب صرف فلسفہ پر مبنی ہے۔ یا اس میں اصلی اور حقیقی مراسم وعوامل ہیں۔ یا حشو وزوائد ہی۔

مسلمانوں پر بلا وجہ الزام

میرے خیال میں یہ کہنا انصاف سے دور ہے۔ کہ "مذہبیت کو علیحدہ" نہ رکھنے میں "ہندو مسلمان دونوں برابر کے مجرم ہیں اور مذہبی تنگ نظری دونوں فریق میں ایک ہی انداز کی پائی جاتی ہے" میں سمجھتا ہوں۔ اس رائے کے قائم کرنے میں جلد بازی سے کام لیا گیا ہے۔ کیا کبھی کسی نے سنا۔ کہ مسلمان بت پرستی، گنگا پرستی وغیرہ پر مارنے مرنے کو تیار ہوتے۔ یا انھوں نے بنیوں مہاجنوں سے اس لئے جنگ کی۔ کہ وہ سود کھاتے ہیں۔ یا کبھی ننگے ساہوؤں کے بے محابا شارع عام سے گذرنے پر مسلمانوں نے مزاحمت کی ہو۔ یا کبھی سور اور مردار کے استعمال پر خون ریزیاں کی ہوں۔ مسلمان تو اس تذلیل کو بھی برداشت کئے ہوئے ہیں۔ جو ہندو چھوت چھات کے نام پر ان کی کر رہے ہیں۔ باوجود اس قدر رواداریوں اور برداشتوں کے مسلمانوں کو مجرم اور برابر کا مجرم قرار دینا انصاف سے بعید ہے۔

مسلمانوں کو، اذان، قربانی، تبلیغ کے متعلق مجرم گردانا گیا ہے لیکن کیا انسانی سوسائٹی میں کوئی ایسا قانون ہے۔ جس نے کسی ایسے شخص پر داروگیر کرنے کا حکم دیا ہو۔ جس کے مذہب میں کسی جانور کی قربانی یا اس کا استعمال جائز ہو۔ ایسا ہی عبادت یا عبادت کے لئے ندا کے کسی طریق کے استعمال پر لائق سزا گردانا ہو۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں پر الزام کیا۔ اور وہ مجرم کس بات کے۔ مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ تو اپنے مملوکہ جانوروں کی کرتے ہیں۔ وہ کسی کو قربانی کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ نہ کبھی انہوں نے ہندوؤں کو کسی جانور کے بلیدان کرنے پر روکا ہے۔ آخر ان کے جرم کی کیا نوعیت ہے۔

اذان میں مسلمان کسی مذہب اور مذہبی بزرگوں کی توہین نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی کبریائی اس کی توحید وتفرید کا اعلان کرتے اور اجتماع نماز کے لئے ندا بلند کرتے ہیں۔ کیا یہ مجرمانہ باتیں ہیں کیا مسلمان صرف اس لئے مجرم ہیں۔ کہ وہ کیوں سلب آزادی پر راضی نہیں ہو جاتے۔ اور کیوں زندہ رہنے کے خواہش مند ہیں؟

پھر تبلیغ کیا اس لئے جرم ہے۔ کہ ایک شخص جن باتوں کو حق اور باعث فلاح جانتا ہے۔ ان سے دوسروں کو آگاہ کرتا اور قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ یا اس لئے کہ تمیز مذہب کو قطع نظر کرنے اور صرف وطنیت کو مدنظر رکھنے کے لئے سلب آزادی اور بندش زبان ضروری ہے۔

مسلمانوں کی رواداری کا حقیر معاوضہ

مسلمانوں کا مسجدوں کے پاس باجہ بجانے اور نماز کے اوقات میں ناقوس پھونکنے سے روکنا۔ یہ باتیں بیشک ان قسموں میں شمار ہوسکتی ہیں۔ جو رواداری کے خلاف ہیں۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ ہندو بھی پہلے رواداری سے کام لیکر مسجدوں کے پاس باجہ نہ بجاتے تھے۔ اور نماز کے اوقات میں ایسے مندروں میں جو مسجدوں کے پاس ہوتے تھے۔ ناقوس پھونکنے سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ اور یہ باتیں مسلمانوں کی بے نظیر رواداری کا حقیر معاوضہ تھیں۔ کوئی صاحب حقیر معاوضہ پر متعجب نہ ہوں، شرافت اور انسانیت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ عبادت کرنے والوں کے پاس شوروہنگامہ نہ کیا جائے عبادت تو مذہبی لوگوں میں بہت مقدس ہے۔ اور دوسری حالتوں میں بھی اس کا لحاظ کیا جانا چاہئے۔ مگر اب جبکہ محض ستانے اور جنگ کرنے کے لئے باجے اور ناقوس بجائے جاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کا احتجاج کرنا اور برافروختہ ہونا بجا ہے۔ اگر ان حالتوں میں کوئی

مسلمانوں کو مجرم گردانے تو اُسے کیا کہا جائے۔ تاہم میں اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرونگا۔ کہ آپ بہر حال برداشت سے کام لیں۔ اگر آپ کے وطنی بھائی آپ کو انسانیت کے برتاؤ کے لائق نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں۔ آپ ہر حال میں پرخاش سے باز رہیں۔

مذہبی آزادی کی ضرورت

افسوس مسلمان روادار ہونے کے ساتھ مظلوم ہونے پر بھی ملزم بنائے جا رہے ہیں۔ لیکن ہندوستانی یاد رکھیں۔ کہ جب تک یہ ذہنیت رہے گی۔ کہ ہندو ہولی دسہرا تیرتھ جاترا۔ ناقوس۔ بھجن۔ شدھی وغیرہ اور مسلمان اذان۔ قربانی۔ تبلیغ وغیرہ کو چھوڑ دیں۔ ہندوستان میں نہ سوراج ہو سکتا ہے نہ وطنی سلطنت۔ نہ ہندوستانی امن وچین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ نہ دنیا کی نظروں میں عزت پا سکتے ہیں جب تک ہر قوم کو مذہبی آزادی نہ ہوگی۔ اسوقت تک ہندو مسلمان فلاح و بہبودی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور آپس کی خانہ جنگی میں مبتلاء رہیں گے۔

اسپین کی مثال یا کسی ایسے ملک کی نظیر جس نے غیروں سے اپنے وطن کو آزاد کرایا صحیح نہیں۔ یہ بات کہ اچھوتوں کو ہندو انسانیت سے خارج اور ذلیل زندگی گزارنے پر قائم رکھ سکینگے یا مسلمانوں کو ملک بدر کر دیں گے۔ یا غلام بنا لیں گے یا مسلمان ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کر لیں گے۔ یہ خیالات خوش کن تو ہیں۔ مگر حقیقت سے دُور! اگر ہم میں محبت رواداری کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ تو ہمارا ہندوستان صحیح معنوں میں جنت نشان ہوگا۔ نہیں تو ہماری تباہی اور ہمارے مالوں۔ عزتوں کی بربادی یقینی ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ ہم سوراج کی تعمیر کے تخیل سے ابھی تک آگے نہیں بڑھے۔ حالانکہ اس کے اور بھی بہت سے ابتدا ہیں۔ کیا اچھوت اور غیر اچھوت شودر اور برہمن وغیرہ انکے اعمال وجذبات نظر انداز کرنے کے لائق ہیں؟ کیا ہمارے دوست ہندو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکالکر یا غلام بنا کر یا بذریعہ شدھی شودر بنا کر اپنی وطنی حکومت قائم کر لینگے۔ اور ہندوستان با امن وامان اور خوشحال ملک ہوگا؟

ایں خیال است ومحال است وجنون

ہندوستان کی ملکیت

مقالہ نویس فرماتے ہیں "ہندوستان ہندو قوم کا ملک ہے انہیں کی سرزمین ہے"۔ اگر ہندو قوم سے مراد ہندوستانی قوموں کا وہ مجموعہ ہے۔ جو اس ملک میں رہتے سہتے۔ پیدا ہوتے۔ مرتے ہیں۔ اس ملک کی زبانیں ان کی مادری زبانیں ہیں۔ غیر ملکی ان کو ہندوستانی یا ہندی کہتے ہیں۔ تو اس کی صداقت میں کیا شبہ ہے۔ لیکن سیاق وسباق کی عبارت اس مفہوم کی مؤید نہیں۔ بلکہ مخصوص برہمن ازم مراد ہے تو یہ صحیح نہیں۔ اور اس کی کوئی وجہ صاف تحریر نہیں فرمائی گئی۔ البتہ اس عبارت سے کہ "ایک وقت غیر معلوم سے لیکر اس وقت تک خدا جانے کیسے کیسے دور حیات ان پر گزرے"

ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ملکیت ہند ان مظلوم اقوام ہی کو راس آتی ہے۔ جو ہندی آرین کے ظلموں سے جنگلوں میں بستے ہیں۔ یا جن کے جانوروں سے بدتر حالات ہیں اور انہیں زندگی گزارنے کے لئے شہروں۔ اور دیہاتوں کے ارذل حصوں میں بسنے کا حکم ہے۔ اور جن کا نام اچھوت اور ملیچھ رکھ دیا گیا ہے۔ پس بروئے دلیل ہذا ہندوستان اچھوتوں۔ ملیچھوں کا ملک ہے اور انہیں کی سرزمین ہے۔

الغرض اگر "قدامت" دلیل ملکیت ہے۔ تو کولوں سنتالوں۔ بھیلوں اور چماروں وغیرہ کا ہندوستان ہے۔ غیر ملکی جیسے مسلمان اور انگریز ہیں۔ ویسے ہی ہندو بھی ہیں۔ اور اگر مسلمان غیر ملکی اس وجہ سے ہیں۔ کہ وہ تارک الوطن ہونے کے تھے بالفرض تنگ نظر بھی ہیں۔ تو ان سے بہت زیادہ ہندو لوگ قدیم باشندگان ہند کے مقابلہ میں تنگ نظر ہیں۔

ہندوستان کی ملکیت اور مسلمان

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ قدامت کی دلیل صرف ہندی آرین کے لئے مخصوص ہے۔ تو برہمن ازم رکھنے والوں کے حقدار قرار پانے کے بعد بھی مسلمان کلیتاً استحقاق ملکیت ہند سے علیحدہ نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی کثیر التعداد قومیں ہندی النسل ہیں۔ عربی اور ایرانی نسلوں کے مسلمان قلیل ہیں پس مسلمانوں کو بھی وہ حق حاصل ہونا چاہیئے جس کا دعویٰ ہندوؤں کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور "نیرنگئے دور حیات" کے اعتبار سے تو ان کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے کسی کو کیا حق ہے کہ اُن سے کہے۔ "ہندوستان تمہارا نہیں"۔ "ہندوستان ہندو قوم کا ہے"۔ کیونکہ مسلمان بھی ہندی قوم ہیں اور ہندوستان ان کی اور اُن کے آبا کی اسی طرح سرزمین ہے۔ جس طرح ہندوؤں کی اور ان کے آبا کی۔ البتہ اگر یہ شرط ہو کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کے ماتھے پر قشقہ ہے۔ نہ کہ اثر سجود۔ وہ راجپوت مالک ہیں۔ جو جنیو دھاری ہیں۔ نہ کہ مسلمان کہلانے والے۔ تو پھر...... خاموشی کے سوا کیا چارا ہے۔ رہے وہ مسلمان جن کا سلسلہ نسب عرب۔ ایران۔ ترکستان وغیرہ سے ملتا ہے وہ بھی ہندی خون کی آمیزش سے شاید ہی محروم کئے جا سکیں۔

الحاصل یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ ہندوستان (صرف) ہندو قوم کا ہے۔ اور انہیں کی سرزمین ہے۔ جب تک اس ذہنیت کا وجود رہے گا۔ ایام خوشحالی ہندوستان کو نصیب نہیں ہو سکتے۔

مجھے تو معلوم نہیں۔ کہ مسلمان اس کو اپنی توہین سمجھتے ہیں کہ وہ ہندی کہلائیں۔ اگر ایسا ہے بھی تو بھی ہندیت اُن سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔

آزادی کا مفہوم

آپ فرماتے ہیں "ہندوستان کا آزاد ہونا چونکہ صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہندو جماعت اپنی کثرت آبادی۔ فراوانی دولت اور اشاعت علم کی مدد سے تمام دوسری قوموں پر حاوی ہو جائے"۔ اس کے متعلق یہ گزارش ہے۔ کہ ایک قوم کے دوسری قوم پر حاوی ہو کر حکومت کرنے کو آزادی نہیں کہتے۔ اگر آزادی کے یہی معنے ہیں۔ تو آج بھی ہندوستان آزاد ہے۔ کیونکہ انگریز دوسری قوموں پر حاوی ہو کر حکومت کر رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی آزاد تھا۔ اس لئے کہ مسلمان دوسری قوموں پر حاوی تھے۔ اور حاکم بھی۔ جناب من ملکی آزادی نام ہے اس کا کہ کسی قوم یا شخص کی من مانی حکومت نہ ہو۔ اور نظام ملکی اہل ملک کی خواہش کے مطابق اور مناسب حال دستور العمل بنا کر انتظام مملکت چلائیگا۔ پس اگر یہ ممکن ہو کہ صرف ہندو قوم ہندوستان کی تمام قوموں پر حاوی ہو کر کوئی ایسی حکومت قائم کرلے۔ جو ہندوستانی نہیں بلکہ ہندوؤں کی حکومت ہو۔ تو اسے ہندوستان کا آزاد ہونا نہیں کہیں گے۔ بلکہ یہ کہینگے کہ ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے نکلکر ہندوؤں کی غلامی میں آگیا۔

نہرو رپورٹ اور مسلمان

یہ کس نے کہدیا۔ کہ نہرو رپورٹ کی مخالفت کرنیوالے وہی لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ برطانیہ کا اقتدار ہندوستان میں ہمیشہ قائم رہیگا۔ میں آپکو بحیثیت ممبر جماعت احمدیہ اور بحیثیت سکرٹری پراونشل کانفرنس بہار جماعت احمدیہ اور بحیثیت اگزیکٹو ممبر آل مسلم پارٹیز کانفرنس صوبہ بہار کے یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی۔ ہم لوگوں کی مخالفت محض ہندوستانیوں کی خیر سگالی پر مبنی ہے۔ مگر کیا وہ لوگ جن کی نگاہیں زیادہ دور رس ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ نہرو رپورٹ کے نظام کو بھی ایکدن بدل جانا ہے اور وہ نظام حکومت جو اس کے بعد آنیوالا ہے مسلمانوں کیلئے اور زیادہ سخت ہوگا۔ وہ نہرو رپورٹ کی اسلئے تائید کرتے ہیں۔ کہ آنیوالے نظام حکومت کیلئے راستہ صاف ہو جائے۔

مسلمان صرف وہی حقوق مانگتے ہیں جن کے وہ مستحق ہیں۔ مسلمانوں کے مطالبے دو قسموں میں منقسم ہیں۔ ایک وہ جن کا باعث ہندو ذہنیت کی تنگ نظریاں ہیں دوسرے وہ جو آبادی وطن وقومیت کے لحاظ کی ضروری ہیں۔ اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو میں ہر ایک مطالبہ پر سیر کن بحث کے ساتھ تحریر کرتا۔ آپ ملاحظہ فرماویں۔ رسالہ مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ جسکو ہمارے امام علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔

جناب من مسلمانوں کا کوئی مطالبہ قابل اعتراض نہیں۔ ہاں اگر ایسے مطالبے دیکھنے ہوں۔ تو ہندوؤں کے دیکھیں مثلاً پنجاب میں سکھوں کا

پنجاب میں ٹڈی دل کے خطرات

اضلاع منٹگمری۔ انبالہ۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ جہلم۔ میانوالی اور سیالکوٹ سے حال ہی میں ٹڈی دلوں کے متعلق اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ یہ ٹڈیاں جو اب اُڑتی پھرتی ہیں۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور ماہ ستمبر و اکتوبر میں ان کے پر نکل آئے۔ اس کے بعد انہوں نے اُڑنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت سے لیکر پنجاب کے مختلف حصوں میں اُڑتی نظر آتی ہیں۔ فی الحال سردی کے باعث وہ فصلوں اور سرسبزی کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن اگر انہیں زندہ رہنے دیا گیا۔ تو وہ نہ صرف موسم بہار میں زیادہ مقدار میں خوراک حاصل کریں گی۔ بلکہ انڈے دینا بھی شروع کر دیں گی۔ جن سے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے پھدکنے والے بچے پیدا ہو جائیں گے۔ جو مارچ کے بعد اپنی تباہ کاریوں کی مہم شروع کر دیں گے۔ لہذا یہ ضروری ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے ہمیں پردار ٹڈیوں کو تلف کر دینا چاہیئے۔ اس تباہی آور کیڑے کے دو دشمن ہیں۔ ایک تو پرندے اور دوسرے سردی کا موسم کوے چیلیں اور دوسرے پرند ٹڈیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اور سردی کی وجہ سے بھی انکی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ اگر ہم لوگ بھی کوشش کریں۔ تو اس کیڑے پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ اسوقت ٹڈیاں صرف دن کے گرم حصہ میں اُڑتی نظر آتی ہیں۔ صبح اور شام کے وقت سردی کی وجہ سے ان پر ایک قسم کی غنودگی طاری رہتی ہے انہیں تباہ کرنے کے لئے یہی موزون ترین وقت ہے۔ جب وہ سُست ہوتی ہیں۔ تو انہیں آسانی کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے۔ اور انہیں بھون کر اور خشک کرکے یا تو انسانوں اور پرندوں کی خوراک کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یا انہیں جلا کر تلف کیا جا سکتا ہے۔ انفرادی کوششوں سے کیڑوں کو تباہ کرنے میں کبھی نمایاں طور پر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر اس گاؤں کے تمام لڑکے اور لڑکیاں جہاں رات کے وقت ٹڈیاں ٹھہریں ملکر حملہ کی تیاری کریں۔ تو بہت ہی کم ٹڈیاں بچ سکیں گی۔ شام کے وقت یہ کیڑے جھاڑیوں یا درختوں کی شاخوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں جلا کر آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ سوکھی جھاڑیوں پر تھوڑا سا مٹی کا تیل ڈالکر اور دیا سلائی لگا کر آگ لگائی جا سکتی ہے۔ علی الصبح انہیں تھیلیوں میں بند کیا جا سکتا ہے۔ اور بعد میں دن کے وقت چھوٹے چھوٹے لڑکے ان کیڑوں کو ایک بہت بڑی مقدار میں دستی جالوں کے ذریعہ پکڑ سکتے ہیں۔ ہر ایک ٹڈی جو اسوقت تباہ کر دی جائے گی۔ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آیندہ موسم بہار کی فصلوں کے بچانے کے لئے کئی سو ٹڈیاں ماری گئی ہیں۔ اس کام کو فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ بعد میں عمدہ فصل حاصل کی جا سکے۔ آیندہ ماہ کے وسط سے ٹڈیاں انڈے دینا شروع کر دیں گی۔ جب وہ اس طرح جمع ہوتی ہیں۔ تو اس وقت بہت سُست ہوتی ہیں۔ انہیں یا تو آسانی سے جمع کیا جا سکتا ہے۔ یا بیلنوں (Rollers) اور سوہاگہ کے ذریعہ دبا کر تلف کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ نے یہ موقع کھو دیا۔ تو آپ کو چھوٹے چھوٹے پھدکنے والے ٹڈیوں کے بچوں کے شدید حملہ کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور پھر ان کی تباہی کثیر خرچ اور نقصان عظیم برداشت کرنے کے بعد ہی عمل میں لائی جا سکے گی لہذا آج ہی آپ لوگوں کو ٹڈیوں کو تباہ کرنے کی مہم کی تنظیم کرنی چاہیئے۔ تاکہ کل آپ کو پچھتانا نہ پڑے۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

صیغہ فوج اور صیغہ پرواز میں داخلہ کا امتحان

صیغہ فوج اور صیغہ پرواز کے داخلہ کا امتحان دہلی میں ۲۴ر جون سنہ ۱۹۳۰ء کو شروع ہوگا۔ اور قریباً دس دن تک جاری رہے گا۔

ان آسامیوں کی تعداد بعد میں مشتہر کی جائے گی جو ڈیرہ دون کے کریول اور سینڈہرسٹ کیلئے اس امتحان میں کامیاب ہونیوالے ہندوستانی اور اینگلو انڈین امیدواروں کو دی جائیں گی بشرطیکہ وہ اتنے نمبر حاصل کر لیں۔ جن سے وہ کامیاب قرار دیئے جا سکیں۔ امیدواروں کی عمر یکم جولائی سنہ ۳۰ء کو ۱۸ سال سے کم اور ۲۰ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اس امتحان میں بیٹھنے کیلئے امیدوار درخواست کی فارم کی نقول سکرٹری گورنمنٹ ہند محکمہ فوج دہلی سے براہ راست حاصل کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی درخواستوں کے لئے یکم اپریل سنہ ۳۰ء آخری تاریخ ہوگی۔ اس کے بعد کسی صورت میں بھی کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ جو امیدوار ۹ر نومبر سنہ ۱۹۲۹ء کے امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ اور جو ناکامیاب ہونے کی صورت میں اس امتحان میں شامل ہونا چاہیں۔ انہیں لازم ہے۔ کہ وہ بشرطیکہ انکی عمر قواعد کے مطابق ہو اپنی درخواستیں مندرجہ بالا آخری تاریخ تک ارسال کر دیں۔ اگر وہ ۹ر نومبر سنہ ۲۹ء کے امتحان میں کامیاب قرار دیئے جائیں گے۔ تو انکی جون سنہ ۳۰ء کے امتحان میں شامل ہونے کی درخواستیں منسوخ کر دی جائیں گی۔

امتحان کے مضامین اور دیگر تفاصیل رسالہ موسومہ رائل ملٹری اکاڈمی وولوچ۔ رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ اور رائل ایر فورس کالج کریول میں ہندوستانی اصحاب کے داخلہ کے متعلق ضوابط سنہ ۲۸ء میں درج ہیں۔ رسالہ مذکور کی کاپیاں مینجر گورنمنٹ آف انڈیا سینٹرل پبلیکیشن برانچ نمبر ۳ گورنمنٹ پلیس ویسٹ کلکتہ سے ۴ آنہ فی کاپی قیمت ادا کرنے پر مل سکتی ہیں۔

نوٹ:۔ امیدواروں کو اپنی درخواست کی ایک نقل محکمہ فوج گورنمنٹ آف انڈیا کو براہ راست بھیجنی چاہیئے۔ اور ایک نقل اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی معرفت ارسال کرنی چاہیئے جس میں وہ اقامت پذیر ہوں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایجنڈا

اسسٹنٹ سکرٹری صاحب آل انڈیا مسلم لیگ دہلی اطلاع دیتے ہیں کہ لیگ کی کونسل کا ایک اجلاس لیگ کے دفتر واقع کوچہ بلیماراں دہلی میں ۱۵ر فروری سنہ ۳۰ء کو بوقت ۱۱ بجے صبح منعقد ہوگا جس کا ایجنڈا حسب ذیل ہے۔

(۱) ممبروں کا داخلہ (۲) مولوی مظہر الحق صاحب بہار اور صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب علیگڑھ کی وفات پر اظہار افسوس (۳) وائسرائے ہند پر بم پھینکے جانے کی مذمت (۴) وائسرائے ہند کا برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے نمایندوں کی ہندوستان کے مستقبل کے متعلق تصفیہ کرنے کیلئے ایک گول میز کانفرنس کا اعلان (۵) لیگ کی کونسل میں خالی شدہ نشستوں کے لئے صوبجاتی ممبروں کا انتخاب (۶) آنریری سکرٹری اور دو جائنٹ سیکرٹریوں کا انتخاب (ڈاکٹر سیف الدین کچلو سکرٹری اور مرزا اعجاز حسین اور ایس ایم عبید اللہ جائنٹ سکرٹریز کی میعاد ۳۱ر دسمبر سنہ ۲۹ء کو ختم ہو چکی ہے) (۷) لیگ کے آیندہ سالانہ سیشن کے لئے مقام اور وقت کا تعین (۸) آیندہ سیشن کے لئے صدر کا انتخاب (۹) چندہ ممبری ادا نہ کرنے والے ممبروں کا کونسل سے اخراج۔

نوٹ ۱۔ اگر کوئی صاحب بنفس نفیس حاضر نہ ہو سکیں تو تحریری رائے ارسال کر دیں۔ نوٹ ۲۔ اگر کورم پورا نہ ہونے یا کافی تحریری آراء حاصل نہ ہونیکی وجہ سے جلسہ قرار نہ پا سکے۔ تو پھر یہی جلسہ بغیر کسی مزید نوٹس کے ۱۶ر فروری سنہ ۳۰ء کو اسی مقام پر اور اسی وقت منعقد ہوگا۔

ہندو اور گئو رکھشا

بابا وصنپت رائے صاحب وکیل لاہور اخبار ویر بھارت (۲۲ جنوری ۱۹۳۰ء) میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہندوؤں کے لئے گئو رکھشا مروجہ دادھ کوئی سنسکار نہیں ہے۔ جیور کھشا پر بدھ جینی اہنسا کی پان چڑھکر سال میں ایک دن گئو پوجا یعنی گوپ اشٹمی کا معین ہونے کے علاوہ غیر فطرتی مذہبی جذبہ گئو رکھشا کا خبط یہاں تک گھر کر چکا ہے۔ کہ بہ نظر حفاظت و آرام باندھی ہوئی گائے قضا ہو جائے۔ تو باندھنے والا دو تہائی جزیہ نقد و جنس اور گنگا ندی کے مقررہ گھاٹ پر اشنان کے بعد مقررہ جو بیرہ یعنی بھنگی مقررہ ضرب جوتے ہم پر مارتا ہے۔ ہندوؤں سے بے خبر اس سے کہ بربنائے تمدن کوئی حیوان جس کی موت اس کی زندگی سے مفید تر ہے۔ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا۔ محض بے کار کھڑی گائے کی پرورش کے واسطے بہت سی بے ہودہ تدابیر کی ہیں۔ جس میں ناکامی لازمی تھی۔ دے کوڑی دے پیسہ سے جابجا صدہا گئو شالائیں جن میں ضعیف و ناتوان گئوئیں جن کا گوشت ناکارہ اور چربی ضائع ہو چکی ہے۔ پائی جاتی ہیں۔ ایسی گئوئیں اسلامی قربانی کے در خور نہیں۔ بے تہی بوچڑ خرید تا ہے۔ کیونکہ کھانے کے قابل نہیں۔ دودھ مار گائے کے لئے بوچڑ اور برہمن کا گھر یکساں گئو شالہ ہے۔ مگر بن دودھ بیکار محض گائے کیوں اور کہاں پالی جائے۔ مارنہ کھائی جائے۔ تو کس کا سر کھائے۔ اور انسان کے منہ سے چھین کر بیکار کھڑے حیوان کو کیوں دیا جائے۔ جبکہ لاکھہا انسان بھوکے بے دوا مر رہے ہیں۔"

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ سمجھدار ہندو بھی گائے ذبح کرنے کے خلاف نہیں۔ اور نہ اسے مذہبی لحاظ سے اپنے عقیدہ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جو لوگ اس بارے میں شور مچاتے ہیں۔ وہ محض ضد اور تعصب سے کام لیتے ہیں ؎ (خاکسار فتح محمد کراچی)

مسلمانان اڑیسہ اور ہندو رسوم

اڑیسہ کے عام مسلمانوں میں اس قدر شرک پایا جاتا ہے۔ جسے دیکھکر توحید پرست مسلم کو رونا آتا ہے۔ مختصراً چند مثالیں ناظرین کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ (۱) اگنی پوجا۔ یہ پوجا جاہل مسلمانوں کے گھروں میں روزانہ یوں ہوتی ہے۔ جب مغرب کو گھر میں بتی جلائی جاتی ہے تو اس وقت بتی کو سلام (جو کہ ایک طرح کا سجدہ ہوتا ہے) کرتے ہیں۔ پھر بتی لیکر گھر کے تمام حصص میں اور گھر کے گرد گھومتے ہیں۔ (۲) جب فصل ربیع کاٹی جاتی ہے۔ تو ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اس میں بھی مسلمان مبتلاء ہیں۔ (۳) اسی طرح کھانے پینے صفائی وغیرہ میں بعینہ ہندوانہ رسوم کو جمع کرنے کی کوشش کریں ؎ (خاکسار عبد القدوس مالاباری از اڑیسہ)

طب ہومیوپیتھی کی مکمل اور نایاب و نادر تصنیف

پیام صحت رجسٹرڈ (مشتمل بر دو جلد)

جلد اول: در بارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضا حفظان صحت فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دواسازی و خواص الادویہ ضخامت ۰۰۰ صفحات۔ تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

جلد دوم: در بارہ علم العلاج۔ علامت و اسباب مرض۔ تشریح العلامات۔ دوا یہ گری و طبی لغات ضخامت گیارہ سو صفحات قیمت بارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

رعایت: ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ: **ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور**

اخبارات کے ریویو۔ نامور اطبا کی آراء مضامین مندرجہ کی تفصیل مفت طلب کریں۔
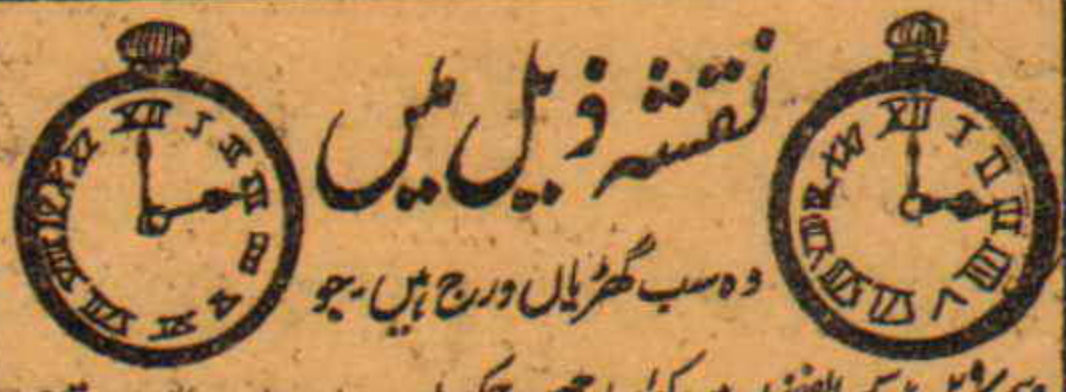
نقشہ ذیل میں

وہ سب گھڑیاں درج ہیں۔ جو دسمبر ۱۹۲۹ء کے الفضل میں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر مقامی اور بیرونی احباب نے بشوق دیکھیں اور خریدیں۔ ہر آرڈر کی گھڑی پوری احتیاط مع ضروری ہدایات اور منصفانہ ذمہ داری سے بھیجی جاتی ہے۔

نمبر	ہو بہو ویسٹ اینڈ مگر قیمت قریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	گولڈن
۱	کلائی کی گوئن اپنی سائز جو لونڈار	لعہ	۔	للعہ
۲	سلیپر کے سائز کی جو لونڈار	عہ و لعہ	مدعہ	مدعہ
۳	کیپ سیک کے سائز کی جو لونڈار	عہ و لعہ	مدعہ	مدعہ
۴	جیبی ہیچلس مانند اسائز جو لونڈار	عہ و لعہ	مدعہ	

۵ اوپر کی ہر ایک گھڑی کی ہم شکل مگر جینوا چال قیمت پانچ روپے و چھ روپے
۶ ٹائم پیس جرمنی بڑا الارم تے ریڈیم کے۔ ڈبل گھنٹی للکہ۔ بی سادہ عہ
۷ سونے کی یا ولیٹ اینڈ امریکن عملاک ٹائم پیس کا علیحدہ معلوم کریں ؎

المشتہر: حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی قلعہ سوبھا سنگھ [illegible]

مجھے رشتہ کی ضرورت ہے

دو احمدی لڑکیوں کے لئے جو ورنیکلر مڈل پاس کر چکی ہیں۔ اور اب ٹریننگ سکول میں داخل ہونیوالی ہیں۔ علاوہ ترجمۃ القرآن و کتب حضرت مسیح موعودؑ عربی فارسی انگریزی پڑھتی ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے احمدی معائنہ تعلیم یافتہ تندرست برسر روزگار باکار و بار صوبہ یو۔ پی دہلی یا قادیان کے رہنیوالے ہوں۔ لڑکیوں کی عمر ۱۷ و ۱۴ سال ہے۔ خط و کتابت بعد تصدیق مقامی سکرٹری پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔ مقام تحصیل سوہرا ضلع ہمیر پور (یو۔ پی) **محمد بشیر الدین گرداور قانونگو**

مسلمان کا رمضان نمبر

ہم نے بغرض رفاہ عام یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمان کا رمضان نمبر جو نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے پانچہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جائے۔ پس آپ اپنے حلقہ کے جن ذی علم دوستوں کو یہ تحفہ دلانا چاہیں آج ہی ان کے مفصل پتے لکھکر بھیج دیں۔ خاکسار منیجر مسلمان لاہور

وصیتیں

نمبر ۳۰۷۳ میں محمد عبد اللہ ولد محمد اکبر صاحب قوم کمہار پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ دو منزلہ واقعہ قادیان اندرون قصبہ اندازاً قیمتی مبلغ دو ہزار روپیہ اور سفید زمین سکنی متصل ڈیل گھر واقعہ بٹالہ ضلع گورداسپور اندازاً قیمتی مبلغ ایک ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ علاوہ اسکے میری ماہوار آمدنی مبلغ دو سو بیس روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا نیز بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔

العبد: محمد عبد اللہ احمدی ڈسپنسر اینگلو پرشین آئل کمپنی لمیٹڈ پرشین گلف عبادان ملک ایران حال وارد قادیان۔ گواہ شد: محمود احمد ولد حکیم پیر بخش قادیان دار الامان احمدیہ میڈیکل ہال قادیان۔ گواہ شد: ظہور احمد کارکن دفتر محاسب قادیان۔ ۲۷/۵/۲۹

نمبر ۳۰۶۹ میں احمد الدین ولد مبارک قوم ورک عمر ۵۲ سال ساکن آہنبہ ڈاکخانہ بھکھی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۴/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں بیان کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد بصورت اراضی سینتالیس گھماؤں ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کر دوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ العبد: نشان انگوٹھا موصی احمد الدین ولد مبارک ساکن آہنبہ ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد: عبد الغفور ولد امیر العبد احمدی سکنہ قادیان۔

گواہ شد: سید لال شاہ احمدی سکرٹری تبلیغ میراں پور ضلع شیخوپورہ۔

نمبر ۳۰۱۷ میں میاں محمد شریف ولد میاں سراج الدین پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۵ مارچ ۱۹۰۶ء ساکن اصل لاہور ڈاکخانہ نولکھا ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔

غیر معمولی رعایت کا آخری موقعہ

جو لوگ اپنے خطوط ۶-۷ر فروری ۱۹۳۰ء کو ڈاکخانہ میں ڈالینگے انہیں ایک روپیہ کی چیز آٹھ آنے میں ملے گی۔

یہ مجرب اور مفید ادویات جن کے متعلق جناب مینیجر صاحب الفضل اپنے اخبار ۲۹ر جون ۱۹۲۶ء کے اشو میں لکھتے ہیں "کہ ان ادویات کا بیں تجربہ کیا۔ مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کرلیں۔ امید ہے کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اُٹھائینگے"۔

کیونکہ اکسیر اعظم اور اکسیر البدن کے استعمال کیلئے یہ موسم بہت اچھا ہے۔ اور نیز ان ادویات کی شہرت اور یہ یقین دلانے کیلئے کہ درحقیقت یہ ادویات اپنے فوائد میں عجیب و غریب ہیں۔ وہ لوگ جنکی درخواستیں ٹھیک ۶-۷ر فروری کو ڈاکخانہ میں ڈالی جائینگی۔ انہیں آٹھ آنے فی روپیہ رعایت پر یہ مفید اور مجرب ادویات ملینگی۔ محض ان ادویات کی شہرت کیلئے یہ غیر معمولی رعایت دیجارہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ یقین ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ بھی ہم سے معاملہ کرینگے۔ وہ انشاءاللہ ہمیشہ کیلئے ہمارے گاہک بن جائینگے۔ ورنہ اس قیمت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا تسلی ہوسکتی ہے۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

اس سرمہ پر ڈاکٹر لوگ شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں۔ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ ضعف بصر سکرے، جلن پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ اسکا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اسکا استعمال رکھینگے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ علاوہ محصولڈاک

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپ کے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہوگئی۔ اور انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدون آپ کے کہنے کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہونچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے۔

اکسیر البدن جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کرچکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پُرلطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت دس روپے (۱۰ر) محصولڈاک علاوہ

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اسنے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اسکا خط آیا میں اسکا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے۔ کہ

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کردی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی الحمد للہ۔ اب پیشاب بالکل صاف۔ اور نہ ہی زیادہ آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلےٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں"۔ شیخ صاحب عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بےنظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اسکا استعمال کرایا گیا۔ انکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں اس ایجاد پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر اعظم

اس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے۔ یہ ایک لاثانی چیز ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل و دماغ و اعصاب، ضعف بصر، ضعف ہاضمہ، اعصابی درد، نزلہ، درد سر، شقیقہ، بےخوابی، مسوڑوں سے خون آنا، منہ سے پانی جاری رہنا، دانتوں کا درد، آواز کا بیٹھ جانا، دمہ، پرانی کھانسی، منہ سے خون کا آنا، قے، ڈکاروں کی کثرت، معدہ کی ترشی، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، پیشاب کی کثرت، ذیابیطس، سرعت، خرابی خون وغیرہ کے لئے یہ تریاق آخری اور یقینی علاج ہے۔ مستورات کے امراض بانجھ پن اور جریان الرحم کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے۔ قیمت نو روپے آٹھ آنے (للعہ)

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، متلی، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی، انڈے، بالائی، مکھن وغیرہ مرغن غذائیں ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔

دماغ و حافظہ ذہن کو تقویت دیتا، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بےنظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت:۔ مکرم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں "کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ و شکم کی شکایت رفع ہوگئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں برکت دے"

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ دانتوں کو موتی کی طرح چمکا کر بدبودہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر جملہ امراض دندان گوشت خورہ خون یا پیپ کے آنے وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصولڈاک۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں "کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ علاوہ دانتوں کو مفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کے لئے بھی بہت مفید ہے"۔

نوٹ:۔ جس صاحب کا آرڈر بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہونچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۶-۷ر فروری کے ۶-۷ر مارچ کی تاریخیں ہوں گی۔ چونکہ غیر ممالک میں وی۔پی نہیں جاسکتا۔ اس لئے غیر ممالک کے اصحاب کو آرڈر دیتے وقت رقم اور محصولڈاک معہ پیکنگ ایک روپیہ آٹھ آنے فی پونڈ بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان کی خبریں!

—— لاہور۔ ۳۱ر جنوری۔ رام گلی کے مقدمہ بم کے سلسلے میں دو بنگالی نوجوانوں نے جیل کی خراب خوراک کے باعث بھوک ہڑتال کر رکھی ہے جسے بیس روز ہو چکے ہیں۔ دو اور سیاسی قیدیوں نے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کے لئے بھوک ہڑتال کر دی ہے۔

—— لاہور۔ ۳۰ر جنوری۔ جناب ہدایت اللہ خان صاحب قونصل جنرل افغانستان نے بعض مقامی معزز اصحاب سے ملاقات فرمائی۔ ۲۹ر جنوری کو لاہور کے مدیران جرائد سے ملاقات کی۔ نمائندوں نے بعض استفسارات کئے۔ قونصل صاحب نے مدیران جرائد کی چائے سے تواضع کی۔ اور دیر تک خلوص و محبت سے ان کے استفسارات کے جواب دیتے رہے۔ ۳۰ جنوری واپس دہلی روانہ ہو گئے۔

—— لدھیانہ۔ ۲۷ر جنوری۔ انجمن تحفظ حقوق المسلمین لدھیانہ کے زیر اہتمام مسلمانان لدھیانہ کا ایک شاندار جلسہ زیر صدارت مسٹر محمد خان زمان خان بی۔ اے۔ وکیل منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا مقصد یہ تھا۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی محمد نعیم نے کانگریس کے اعلان کی تعمیل میں مسجد شاہی میں علم آزادی بلند کرنے کی جو ناروا حرکت کی۔ اس پر اظہار ناراضی کیا جائے۔ اس کے متعلق اتفاق رائے سے قرارداد پاس کی گئی۔

—— امرتسر۔ ۲۹ر جنوری۔ سنام واقع ریاست پٹیالہ سے اکالی دل کے نام ایک تار موصول ہوا ہے۔ کہ ریاست نے یوم آزادی منانے کے جرم میں ایک سو بارہ سکھوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۲۸ر جنوری۔ اسمبلی کے صدر نے صیغہ مالیات کی منظوری کے مطابق گیلریوں کی حفاظت و نگرانی کے لئے دس اشخاص کے تقرر کا حکم دیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۲۹ر جنوری۔ اسمبلی میں سر جیمز کریرار نے سیاسی قیدیوں کے عفو عام کے مسئلہ کی بابت حکومت کی حکمت عملی بیان کی۔ آپ نے کہا۔ بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان قیدیوں کو رہا کر دیا جائیگا۔ جنہوں نے قانون کی خلاف ورزی سیاسی نقطہ نگاہ سے کی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔

—— ڈھاکہ۔ ۲۹ر جنوری۔ کل رات نارتھ بروک کے قریب اور مالی ٹولہ میں دو مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ چند مسلم دکانوں کو آگ لگا کر تباہ کیا گیا۔ اس علاقہ میں دو ہندو بھی شدید مجروح ہوئے۔

—— دہلی ۲۷ر جنوری۔ ۲۵ر جنوری کی رات کے وقت منشی وجاہت حسین (جو "آفتاب" "ریاست" اور "زمیندار" کے ایڈیٹر رہ چکے تھے) کی اہلیہ کو چوروں اور ڈاکوؤں نے اس قدر زدوکوب کیا۔ کہ وہ جاں بحق تسلیم ہو گئیں۔ اور ڈاکو تمام پارچات اور زیورات لوٹ کر لے گئے۔

—— الہ آباد۔ ۲۷ر جنوری۔ آج شام کو تقریباً سو آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ واقعات اس طرح پر ہیں۔ کہ پانچ ہزار سادھو چمٹے چھوں کی لکڑیاں۔ بانس۔ اینٹ پتھر لیکر پولیس چوکی اور سیوا سمتی ہیڈ کوارٹر واقعہ کمبھ میلہ پر حملہ آور ہوئے۔ کیونکہ ایک دعوت کے موقعہ پر ان سے بدسلوکی کی گئی تھی۔

—— راولپنڈی۔ ۲۷ر جنوری۔ مسٹر مداری لال۔ ایس۔ ڈی او۔ پر ایک جماعت نے جو کلہاڑیوں سے مسلح تھی۔ حملہ کیا۔ اور بے جان سمجھ کر ندی میں پھینک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایس ڈی او کے آدمی آ پہنچے۔ اور وہ اپنے صاحب کو جو ابھی تک زندہ تھا اٹھا کر کیمپ میں لے گئے۔

—— لاہور۔ ۲۷ر جنوری۔ خبر ملی ہے۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کے عارضی کلرکوں نے آج ہڑتال کر دی ہے۔ کیونکہ ان بے چاروں کو دو ماہ کی تنخواہ نہیں ملی۔

—— سر لوئس اسٹوارٹ چیف جج چیف کورٹ الہ آباد کے ریٹائر ہونے پر آنریبل مسٹر جسٹس وزیر حسن چیف جج مقرر کئے گئے ہیں۔

—— لاہور۔ ۲۸ر جنوری۔ سردار بھگت سنگھ مسٹر دت اور دوسرے ملزمین مقدمہ سازش لاہور نے سپیشل مجسٹریٹ کی وساطت سے وزیر داخلہ حکومت ہند کے نام ایک طویل مکتوب ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے اطلاع دی ہے کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر ان کے مطالبات منظور کر کے سیاسی قیدیوں کا مرتبہ بلند نہ کر دیا گیا۔ تو وہ دوبارہ فاقہ کشی شروع کر دینگے۔

—— امرتسر۔ ۲۷ر جنوری۔ کل یوم آزادی کے موقع پر خالصہ کالج ہوسٹل کے طلبا نے کالج کی ڈیوڑھی کے قریب ایک قومی جھنڈا نصب کیا۔ اور "انقلاب زندہ باد" کے نعرے لگائے۔ پرنسپل نے انہیں منع کیا۔ لیکن طلبا باز نہ آئے جس پر پرنسپل نے انہیں زدوکوب کیا۔ اس حادثے کی وجہ سے تین چار سو طلبا وہاں جمع ہو کر پرزور انقلابی نعرے لگانے لگے۔

—— مدراس۔ ۲۷ر جنوری۔ کل کانگریسی ارکان کونسل نے ایک جلسہ میں ایک جدید سیاسی پارٹی مرتب کی۔ جس کا نصب العین پرامن اور جائز طریقوں سے سوراج کا حصول ہوگا۔ یہ پارٹی کوشش کرے گی۔ کہ کونسلوں کے ساتھ اتحاد عمل کر کے سوراج حاصل کرے۔

—— لاہور۔ ۲۷ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حکم سے لاہور شہر اور سول کی پولیس ان تمام مکانات کے مالکوں اور کرایہ داروں کے ناموں کی فہرست مرتب کر رہی ہے۔ جن پر ۲۶ر جنوری کو قومی جھنڈے لہرائے گئے تھے۔

—— گاندھی جی لکھتے ہیں۔ اخبارات میں میرے متعلق اس قسم کی جو اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ میں تشدد کو پسند کرتا ہوں۔ وہ سراسر غلط ہے۔ عدم تشدد میری روح رواں ہے۔ اور میں اسے کسی صورت میں بھی ترک نہیں کر سکتا۔

ممالک غیر کی خبریں!

—— میڈرڈ۔ ۲۸ر جنوری۔ پرائمو۔ ڈی ریویرا وزیر اعظم ہسپانیہ مستعفی ہو گئے۔ بی اینگر کو جدید کابینہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

—— روم۔ ۲۶ر جنوری۔ گورنر سیرینیکا نے اطلاع دی ہے۔ کہ اطالوی فوجوں نے مورزک کے قلعہ پر جو فلستان پیزان کا صدر مقام ہے۔ اپنا جھنڈا نصب کر دیا۔ یہ وہ مقام ہے جس پر قبضہ کرنے کی اطالیہ کو عرصہ سے تمنا تھی۔

—— ریگا۔ ۲۷ر جنوری۔ ان کاشتکاروں کے خلاف جو زمیندار بھی ہیں۔ سوویٹ حکومت نے سختی سے کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ تین روز کے اندر وہ ان اضلاع سے جہاں ان کے مکانات ہیں۔ سب چیزوں کو جو ان کی ملکیت ہیں۔ چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس طرح ایک ہی ضلع سے سینکڑوں خاندان دو روز کے اندر چلے گئے۔

—— سنٹرل نیوز ایجنسی کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ ٹیونس میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے حکومت بیماری کی روک تھام کے لئے ضروری تدابیر پر عمل پیرا ہے۔

—— ریگا۔ ۲۸ر جنوری۔ مذہب کے لئے جنگ کرنے والے ان تیس سفید رنگ اشخاص میں سے جو "روس کی کلکس کلین" نامی انجمن کے ارکان تھے۔ اور جنہیں گذشتہ نومبر میں بمقام وارونیش موت کی سزا دی گئی تھی۔ اکثیر اشخاص ابھی پھانسی پر لٹکائے گئے ہیں۔

—— لندن۔ ۲۸ر جنوری۔ آج دیوان عام میں ایک ممبر پارلیمنٹ کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے۔ مسٹر ویجوڈ بین نے کہا۔ کہ ہندوستان میں برطانی فوج کی تعداد پچاس ہزار پانسو کے قریب ہے۔ اور اس میں سردست کسی تبدیلی کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

—— لندن۔ ۲۸ر جنوری۔ مسٹر ویجوڈ بین (وزیر ہند) اور لارڈ ارون وائسرائے ہند کی تازہ تقریروں نے ان لوگوں میں جو ہندوستان کے خلاف ہیں۔ ہندوستان کے خلاف کوششیں کرنے کا اور جوش پیدا کر دیا ہے۔

—— لندن۔ ہندوستان کے اخبارات میں جو اطلاعات اس مضمون کی شائع ہوئی ہیں۔ کہ یوم آزادی کے مظاہرہ کے سلسلہ میں حکومت کی طرف سے تشدد شروع ہونے والا ہے۔ وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ حکومت کے نزدیک کسی شخص کا کامل آزادی کو اپنا سیاسی نصب العین قرار دینا جرم نہیں۔ البتہ یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ حکومت اپنے کارندوں کے نام یہ حکم جاری کرنے والی ہے۔ کہ وہ امن قائم رکھنے اور قانون کا احترام برقرار رکھنے کے لئے ہر اس کارروائی کو باغیانہ جرم قرار دیں۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)